

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

نفسانیت سب سے بڑا المیہ

تاریخ اسلام، کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے جو ہمیشہ اپنا تماشا دکھاتا رہا، ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی، تاریخ عالم اور تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے کی یہ بات سن لیجئے اور اس کو دلوں اور دماغوں میں امانت رکھ لیجئے کہ ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی ہے، ہم نے اپنے اندرونی اختلافات سے شکست کھائی ہے۔ اسی نفسانیت کی بدولت ہم نے سلطنتیں کھوئی ہیں، ہمارے ملکوں کے چراغ گل ہوئے ہیں اور اسلام پورے پورے ملکوں سے خارج کر دیا گیا ہے۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

Rs. 10/-

۱۰ مئی ۲۰۰۹ء

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009TO2011
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Vol. No. 46 Issue No. 12

Ph. Off: 0522-2740406
Fax: 0522-2741221
E-mail: nadwa@sancharnet.in

25 April, 2009

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram
Jewellers



Phone: Shop. 0522-2274606

© 0522-2616731

Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

شنا جویئرس

Riyaz Ahmad

Ghayas Ahmad



Quba Jewellery
Diamond, Gemstones & Watches



قبا اونگ

مینیو فیکس چرس

میررس اونگ۔ ونڈا ونگ = ڈوم اونگ

فکس اونگ۔ لان اونگ۔ ڈیوڈ بیٹ

سل کراسنگ گوری بازار۔ سروجنی نگر کانپور روڈ۔ لکھنؤ

Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

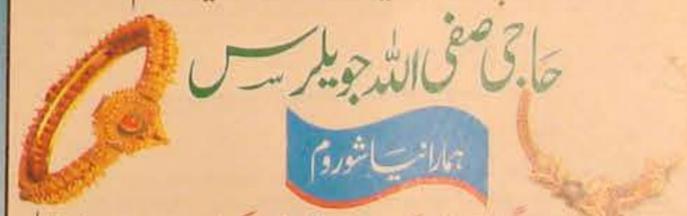
۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177
Akbari Gate
2268845

Shop: 9415002532
2613736
3958875

سونے چاندی کی دنیا میں ۵۷ سالہ دیرینہ نام



حاجی صفی اللہ جویئرس

ہمارا نیا شوروم

گڑ بڑ بھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ۔ پروپرائٹر: محمد اسلم

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف منڈل سے تیار کردہ

خوشبو دار عطریات

رونیات، عریقات، کلمہ پر نیوم، کار پر نیوم، روم فریڈر،

نیوم پر نیوم، روغن سداب، روغن کھنڈ، عرق گلاب،

عرق کوزہ، عرق کراچی، برہن، بے لکھ

ایک مہینہ تک لاکھ خدمت کا سرچھی

اظہار سن پرفیومرس

IZHARSON PERFUMERS

H.O. Akbari Gate, Chowk, Lucknow
Tel: 0522-2226177 Mobile: 9839095795
Branch - C-5 Jansath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Call 31-9415786548
E-mail: izharonperfumers@yahoo.com

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain

On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685

DESIGNED BY HAMID, DALIGANJ LUCKNOW. Mobile : 9889654027

اس شمارے میں

- شعروا دب
- ۲ روشنی جہاں ہے الا اللہ قاری سید ودود الحق ندوی
- اداریہ
- ۳ اپنا بھی احتساب کرتے رہنا چاہیے شمس الحق ندوی
- بصیرت افروز
- ۵ عہد حاضر میں تعلیمات نبوی ﷺ حضرت مولانا سید محمد راجح ندوی
- لائحہ عمل
- ۷ کسب مال اور انفاق مولانا محمد واضح رشید ندوی
- عالمی اقتصادی بحران
- ۱۰ اسلامی بینکاری مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی
- شماثل نبوی
- ۱۳ ہونٹوں پر تسم بھی آیا حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی
- کل اور آج
- ۱۵ وہ معزز تھے زمانے میں حضرت مولانا عبد الماجد دریادوی
- فتویٰ نویسی
- ۱۶ آداب افتاء مولانا محمد قاسم مظفر پوری
- دین رحمت
- ۲۰ اسلام پوری انسانیت کے لئے محمد قیصر حسین ندوی
- حدیث کی روشنی
- ۲۳ دین پر عمل میں اعتدال و میانہ روی محمد خالد ندوی گوٹہ ندوی
- فقہ و فتاویٰ
- ۲۵ سوال و جواب مفتی محمد ظفر عالم ندوی
- خبر و نظر
- ۲۶ عالمی خبریں سلمان نسیم ندوی
- روداد سفر
- ۲۸ منگلور کے دودن محمود حسن ندوی
- روداد چین
- ۳۱ کتب خانہ رواق رحمانی کا افتتاح محمد قیصر حسین ندوی

تعمیر حیات

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۱۳

۱۰ مئی ۲۰۰۹ء مطابق ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سعید محمد ندوی

(ناظم قندۃ العلماء لکھنؤ)

پروفیسر وحی احمد صدیقی

(معتدال ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا محمد حمزہ ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا عبد اللہ ندوی • مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون ۲۰۰۷ فی شمارہ ۱۰

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے ۴۰ ڈالر

ذرائع تعمیر حیات کے نام سے جائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں، چیک سے بھی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7

E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

مضمون نگاری کے لئے سے ادارہ کا تعلق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے تحریری نمبر کے لیے اگر کوئی نمبر ہے تو لکھیں کہ آپ کا رضامند نام اور پتہ ہے۔ لہذا ہمدردی رکھنا اور ارسال کریں اور

مسی آرزو کرتے ہیں کہ ہمدردی کے لیے ہمدردی کے ساتھ لکھیں۔ (تعمیر حیات)

پرنٹنگ اور اشاعت کے لیے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد لکھنؤ سے طبع کرانے کے دفتر تعمیر حیات

مجلس مشاورت و نشریات، نیو مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Hashmat Ali (Tameer-e-Hayat) Lko.

Are you planning to sell your car ?

...which has served you faithfully for years would obviously mean a lot to you.

Now you can be rest assured, when it comes to selling your old car, **Classic Automotives**, always have the best offer for you.

We believe in true and realistic value for your used car which also spells 'Clean Deal'.

Our other usual features are:

- **Spot Settlement**
- You don't have to wait for your money.
- **Evaluation at your doorstep**
- You don't have to move around wasting time in traffic jams.
- **Risk free selling**
- Your vehicle will not be sold without transfer of ownership.
- **No commission • No Brokerage • No Hidden Costs**

With all these lucrative benefits we wouldn't be expecting you to sell your car to any of your relatives, friends or mechanics!

Simply because, we are committed to this business and always give you the best deal with peace of mind.

Call **98451 00668**



Classic Automotives Bangalore Pvt. Ltd.

- Indiranagar: #324, CMH Road, Bangalore 38. ☎: 32966155 | 9845600668
- Mekri Circle: #40, C. V. Raman Avenue, Bangalore 80. ☎: 32966433 | 9945187878
- HSR Layout: #9, BDA Complex, Sector VI, Bangalore 02. ☎: 32966133 | 9845226464
- Jayanagar: #574, 11th Main, 5th Block, Bangalore 41. ☎: 32966144 | 9980582424
- Yelahanka: #2, MIG, 1st Main, New Town, Bangalore 64. ☎: 32966166 | 9845700668
- Whitefield: #132, Whitefield Main Road, Bangalore 66. ☎: 32966422 | 9845229292

www.classicautomotives.com

روشنی جہاں ہے الا اللہ

الحاج قاری سید ودود لکھنوی ندوی نفیس لکھنوی

روشنی جہاں ہے الا اللہ ہر جگہ پر عیاں ہے الا اللہ
 ہرزباں پر رواں ہے الا اللہ سب کے دل میں نہاں ہے الا اللہ
 خالق دو جہاں رحیم و کریم رب کون و مکان ہے الا اللہ
 بت کدہ ہو کہ ہو بنائے خلیل مجھ کو حکم ازاں ہے الا اللہ
 دن ہو یا رات ہر گھڑی ہر وقت ہر نفس حرز جاں ہے الا اللہ
 ہے بہار جہاں فریب خیال چمن بے خزاں ہے الا اللہ
 متحرک جہاں کی نبض حیات اس کی روح رواں ہے الا اللہ
 بے خبر کل من علیہا فان بس وہی جاوداں ہے الا اللہ
 ساری تاریکیاں ہوئیں رخصت مشعل دو جہاں ہے الا اللہ

اس نفیس گدا کی جھولی میں

دولت بے کراں ہے الا اللہ

☆☆☆☆☆

اپنا بھی احتساب کرتے رہنا چاہئے

شمس الحق ندوی

غیروں کے نہیں خود امت مسلمہ کے بگڑے ہوئے حالات میں جس کی گرمی اور آج ہم سب محسوس کر رہے ہیں اگر کوئی چیز انسانی کردار کی تعمیر کر سکتی ہے تو وہ یہ خیال و یقین کہ پوری کائنات کا خالق و مالک جو کھلے چھپے ہر کام کو دیکھتا اور جانتا ہے، ہمارے ہر عمل بلکہ دل کے اندر پوشیدہ خیالات و جذبات کو اس سے بھی بہت صاف دیکھ رہا ہے، جتنا کوئی بہتر سے بہتر کیمرہ جو ہمارے حرکات و سکنات کی تصویر لیتا ہے۔ ”تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ“ کیمرہ تو صرف ہمارے ظاہر کی تصویر لیتا ہے لیکن وہ عالم الغیب (چھپی باتوں کا جاننے والا) تو ہمارے احساسات تک سے باخبر ہے اگر کوئی شخص غلط کام کرنے کا ارادہ کرے لیکن چند منٹ پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ یہاں کچھ ایسے آلات نصب ہیں جو ہمارے اس عمل کی تصویر لے لیں گے اور ہمیں رسوائے زمانہ کر دیں گے تو کیا اس کے بعد بھی وہ اس غلط کام کے کرنے کی ہمت کرے گا؟ تو پھر اس ذات پر یقین جو کھلے چھپے ہر عمل سے باخبر ہے کیسے کسی غلط کام کی جرأت ہونے دے گا۔

اس حقیقت پر غور کرنے اور اپنا احتساب کرتے رہنے کے لیے ہم تاریخ اسلام کی صرف دو مثالوں کو بیان کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

(۱) ایران کے پایہ تخت مدائن کی فتح کے وقت کسریٰ کا تاج جو کروڑوں روپے کی مالیت کا تھا ایک غریب سپاہی کے ہاتھ لگتا ہے اور وہ اس کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے لاتا ہے اور امیر لشکر کو پیش کر دیتا ہے، امیر جب اس سے اس کا نام پوچھتا ہے تو سپاہی جواب دیتا ہے کہ میں نے جس کے لیے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے۔

(۲) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رعیت کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے رات میں گشت پر ہیں، ایک گھر سے آواز آتی ہے بیٹی دودھ میں پانی ملا دو، بیٹی جواب دیتی ہے، اتنا! امیر المومنین کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں کہتی ہے کہ کیا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی کا جواب ہم پر لڑھکاہٹا کر دینے کے لیے کافی ہے، بیٹی کہتی ہے اما! امیر المومنین نہیں دیکھ رہے ہیں، اللہ تو دیکھ رہا ہے!

ہم سپاہی کے ان الفاظ پر ”میں نے جس کے لیے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے“ اور بیٹی کے اس جواب پر ”اللہ تو دیکھ رہا ہے“ غور کریں، اپنے دل میں جھانک کر دیکھیں، جائزہ لیں کہ ہم کہاں ہیں؟ ہم کسی مسجد کے متولی ہیں تو اپنی ذمہ داری کا ناقدا نہ جائزہ لیں، کسی انجمن کے امین و خزانچی ہیں تو اپنے دل سے سوال کریں، اور اگر کسی وقف و یتیم خانہ کے ذمہ دار ہیں تو ان یتیم بچوں کی معصوم صورتوں کو دیکھیں اور اپنی ذمہ داری پر غور کریں، یہ یتیم بچے جن کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے، وہ اپنے باپ کی پدرانہ شفقتوں سے محروم ہیں اور اب ہم ان کے باپ کی جگہ مقرر کر دئے گئے تو سوچیں کہ خدا نخواستہ ہمارا بچہ اس حال میں ہو تو دل پر کیا گزرے گی؟

ہمارا مالک کس وضاحت کے ساتھ اس کا احساس دلاتا ہے، ”أَسْوَدُ أَخَذَ كُمْ أَنْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجِيلٍ وَأَعْتَابٌ تُخْرَجُ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ“

فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَةٌ ضَعُفَاءٌ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ (سورہ بقرہ: ۲۶۰)

بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لیے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھا پیا چکڑے اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہا) اس باغ پر آگ کا بھرا گولا چلے اور وہ جل (کر رکھ کا ڈھیر) ہو جائے اس طرح خداتم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔

اسی طرح اگر ہم کسی رفاہی سوسائٹی کے ذمہ دار ہیں جس کا تعلق غرباء و مساکین سے ہے، ان بیواؤں سے ہے، گردش ایام نے جن کا سہاگ لوٹ لیا ہے، تو ہماری ذمہ داری کتنی نازک ہے، ہم بہت پھونک پھونک کر قدم رکھیں تبھی اپنی ذمہ داری سے عہدہ براہو سکتے ہیں، اسی طرح سے ہم اگر کسی دینی، ملی ادارہ سے متعلق ہیں جو سرسرقومی ملی امانت ہے تو ہم اس کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟

اسلام نے حقوق کی اجمالی تقسیم دو طرح کی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد، اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق میں کوتاہی کو تو بہ واستغفار کے بعد معافی کا اعلان فرمادیا ہے۔ لیکن حقوق العباد کے بارے میں فرمایا: بندہ معاف کرے تمہی میں معاف کروں گا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے سوال کیا کہ تم میں سب سے زیادہ غریب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا حضور جس کے پاس ضروریات زندگی نہ ہوں، فقر و فاقہ ہو وہ غریب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ غریب و قابل رحم وہ ہے جو بہت سی عبادات، نماز، روزے، حج، زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن کسی کا حق مارا ہوگا، کسی کی غیبت کی ہوگی، کسی پر بہتان لگایا ہوگا، امانت میں خیانت کی ہوگی، یہ سارے اہل حقوق اپنا حق مانگیں گے لیکن وہاں ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہوگی تو انہیں کی نیکیاں اور عبادات میں سے ان کا حق ادا کیا جائے گا، حتیٰ کہ سب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اہل حقوق کے گناہ ان پر لاد دیئے جائیں گے، وہ کتنی ٹھن گھڑی ہوگی مگر ہم اس سے کتنا غافل ہیں۔

مجددین، مدرسہ، سوسائٹیاں تو ایسی چیزیں ہیں جن سے ہزاروں کے حقوق وابستہ ہیں، یہاں تو اگر ایک روپیہ بھی ہماری کوتاہی سے ضائع ہوگا تو اس ایک روپیہ کے لیے ہزاروں ہمارا دامن پکڑیں گے، یہ ذمہ داریاں بہت نازک ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مذکورہ دونوں مثالوں کو برابر دھیان میں رکھنا چاہئے۔ ہمارے اندرونی فتنوں میں ایک بہت بڑا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر تنقید و تبصرہ کرنے میں ہم اتنے بے باک ہو گئے ہیں کہ حدود سے بڑھ کر تحقیر و تذلیل پر اتر آتے ہیں جس سے ایک طرف ہمارے اندر داخلی نفرت بڑھ رہی ہے اور دوسری طرف ہمارے خلاف دوسروں کی اہم و جرأت بڑھ رہی ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ورنہ ہم لکھتے کہ حقوق العباد کی پامالی، حق تلفی و دل آزاری، بد معاہدگی اور عہد شکنی اللہ تعالیٰ کے غضب کو کس طرح بھڑکاتی ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ کسی قوم کو عروج حاصل ہو سکتا ہے اور ذلت و کجبت کا لباس اس سے اتارا جا سکتا ہے؟

ہمارے حصہ میں فتنوں سے بھرا ہوا جو زمانہ آیا ہے ان فتنوں میں یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے جس سے دین و ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے اور یہ داخلی فتنہ بیرونی فتنوں کو طاقت پہنچا رہا ہے، کاش ہمیں اپنے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اس بڑے فتنہ پر غور کرنے اور سنہلنے کی توفیق ملتی، جو غیر شعوری طور پر دوسرے بہت سے فتنوں کو جنم دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

عہد حاضر میں تعلیمات نبوی ﷺ کی ضرورت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

پیغمبر اسلام کی تعلیم اور پیغام جس نے آج سے چودہ سو سال قبل انسانی تاریخ میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا آج کی متمدن دنیا کے لیے بھی روشنی کا بڑا مینا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ان مسائل اور تقاضوں کے لیے جن سے آج کے انسان کو سامنا ہے ایسی ہدایت عطا فرمائی ہے جن پر عمل کرنے سے اعتدال اور حسن و خوبی کے ساتھ الجھنوں کو دور اور پیچیدگیوں کو باسانی حل کیا جاسکتا ہے، آپ ﷺ نے موجودہ زندگی کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے ایسے اصول عطا فرمائے ہیں جن کی روشنی میں زندگی کا قافلہ اپنی پیچیدہ راہ کو باسانی طے کر سکتا ہے جو مساوات، باہمی ہمدردی، نیک نفسی، علم دوستی اور انسانی کمالات و صلاحیتوں سے صحیح استفادہ کی صفات سے مزین ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت انسانی، مساوات و تعاون اور ہمدردی کے سبق دیئے، بڑے چھوٹے کا فرق مٹایا، کمزور طبقات اور عورت کو طاقت اور عزت کا مقام عطا کیا، آپ ﷺ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس کی تاکید فرماتے رہے، آپ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل نصیحت کے جو آخری الفاظ فرمائے ان میں ایک طرف نماز کی پابندی کی تاکید فرمائی جو حق خدا ہے اور دوسری طرف انسانی ملکیت میں آنے والے انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی جو کہ انسانی اخوت کا عظیم حق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "الصلوة و ماملکت ایمانکم" حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ آپ پر ایمان لانے والوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا یہ فرمایا کہ دیکھو شاید اب میں تم سے مل سکوں اس لیے خود بھی سنو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔

ہدایات کے اہم نقاط یہ تھے کہ دیکھو تم سب ایک آدمی کی نسل سے ہو، خواہ کوئی عرب ہو یا غیر عرب، اگر کوئی کسی سے افضل و برتر ہوگا تو صرف احتیاط و خوف خدا کی بنیاد پر ہوگا، اور دیکھو تم میں سے کسی کا کسی کی جان اور اس کے مال و متاع پر قبضہ کرنا یا ضائع کرنا اس طرح ممنوع اور حرام ہے جس طرح ذی الحجہ کے مقدس مہینہ اور عرفہ کے مقدس دن اور مکہ کے مقدس شہر کی حرمت و تقدس کو نقصان پہنچانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی عزت و حرمت کو مذہبی عزت و حرمت کا درجہ دے کر اخوت و مساوات انسانی کا وہ عظیم اعلان فرمایا جس کی مثال ماقبل کی تاریخ میں نہیں ملتی، آپ ﷺ شاید اپنی باطنی نگاہوں سے مستقبل کی دنیا اور اس کی ضرورتوں کو دیکھ رہے تھے، لہذا آپ ﷺ انسان کو آئندہ کے پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے رہنمائی دے

رہے تھے، آپ کالے گورے کی تقسیم ختم کر رہے تھے، انسان کے خود ساختہ چھوٹے بڑے کے پیمانوں کو توڑ رہے تھے، آپ ﷺ نسلی امتیازی دیواروں کو گرا رہے تھے، آپ ﷺ عربوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ عظیم، بے غرضانہ اور منصفانہ اعلان کر رہے تھے کہ عرب کو غیر عرب پر کوئی تفوق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس میں خدا کا ڈر زیادہ ہو، ایک انسان پر دوسرے انسان کی جان و مال و نسلی حق قابل احترام و لحاظ ہے جیسی مذہبی تقدس کو رکھنے والی کوئی چیز۔

آپ ﷺ نے انسان کو انسان پر حکومت کرنے کا حق صرف اس کی خداترس صلاحیت کی بنا پر دیا اور رنگ و نسل علاقائی تفوق کے پیمانوں کو توڑا، آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرو خواہ وہ حیثیت کے لحاظ سے غلام اور رنگ کے لحاظ سے کالا ہو، یہ وہ اعلان تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نے دیا ہوتا، اور عربوں کے دل اسلامی طاقت کے سامنے جھک نہ گئے ہوتے تو کہنے والے کی گردن اس کے پہلے لفظ پر اڑا دی جاتی، یہ حقوق انسانی کا پہلا اعلان تھا جو آج کی دنیا میں اور قیامت تک آنے والی قوموں اور نسلوں کے لیے روشنی کا مینار ہے گا، یہ صرف ایک اعلان ہی نہیں تھا بلکہ پوری انسانیت پر ایک احسان تھا، اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے ماننے والوں میں مساوات کی غیر معمولی روح پیدا ہوئی اور ان کی حکومتوں کی تاریخ میں ایسے وقفے بار بار آئے آزاد قوموں پر غلام نسل کے لوگوں نے بھی حکومت کی اور ان کی اطاعت سے

کسب مال اور انفاق کے درمیان توازن اور اعتدال اقتصاد اسلامی کی بنیادی خصوصیت ہے

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی

علیا سے مراد دینے والا ہاتھ اور یدِ سفلی سے مراد لینے والا ہاتھ ہے، دینے والا وہی ہو سکتا ہے جو صاحب مال ہو۔ اسی کے ساتھ قرآن کریم نے نکل کو بہت ہی مذموم عمل قرار دیا ہے، بلکہ مال روکنے اور خرچ نہ کرنے اور مستحقین کی مدد نہ کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَسْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرًّا لَّهُمْ سَيَلْبَسُوا قُتُوبًا مَنَابِلُهُمْ﴾ [آل عمران: ۱۸۰] (جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے نکل کرتے ہیں وہ اس نکل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس مال میں نکل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا)۔

اسلام نے مال کمانے کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے، قرآن کریم میں تجارت اور مال کے حصول کے لئے سفر کرنے اور کوشش کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِمَّنْ رَزَقَكُمْ﴾ [سورہ بقرہ: ۱۹۸] (اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَاكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا تَحَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ [سورہ نساء: ۲۹] (مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو) اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے ﴿وَتَرَى الْفَلَكَ فِيهِ مَوَاحِرُ لِيَتَّبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ﴾ [سورہ فاطر: ۱۲] (اور تم دریاؤں میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ پانی کو چھوڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے معاش تلاش کرو) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا مِنَ الْمَنَابِلِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾ [سورہ بقرہ: ۲۶۷] (مومنو! جو پاکیزہ اور

والوں کی بھی تعداد اچھی خاصی تھی، ان میں ایسے بھی صحابہ کرام ہیں جنہوں نے اختیاری طور پر فقر و تنگدستی کو اختیار کیا، جو ملا سے خرچ کر دیا، اور ایسی بھی تعداد ہے جو مال و دولت کی مالک تھی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ توبہ کی قبولیت کے شکرانہ میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں، حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، تو میں نے کہا: نصف، حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، تو میں نے عرض کیا: ایک تہائی، تو حضور ﷺ نے کہا اس کی اجازت ہے، اور فرمایا کہ ایک تہائی بھی زیادہ ہے (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک)۔

قرآن کریم نے مالداروں کو جگہ جگہ خطاب فرمایا ہے، اور مال کو اللہ کی نعمت اور فضل قرار دیا ہے، اور خدا کا عطیہ کہا ہے، اور اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے "من مال اللہ"، اللہ کے مال سے، یا "مما آتاكم" جو اللہ نے تمہیں دیا، اور اس کو فضل کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔

اور حدیث شریف میں یدِ علیا کو یدِ سفلی سے بہتر قرار دیا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "اليد العليا خير من اليد السفلى" [بخاری، رقم: ۱۳۲۷] ید

اسلام ایک دین فطرت اور دین و دنیا کا جامع دین ہے، دین کے بارے میں عام مذاہب کا تصور عبادت ہے، اس لئے سارے ادیان کا زور عبادت کی شکلوں پر ہے، اور اس میں زیادہ سے زیادہ مشغولیت اور دوسرے کاموں سے انقطاع کو ہی مذہب سمجھا گیا ہے، اور اس کے ساتھ نفس کو مرغوبات سے روکنے، بلکہ محروم کرنے کا عنصر عام مذاہب میں غالب ہے، مال کمانے یا خرچ کرنے یا جمع کرنے کا اس میں کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اس کو مذہب کے خلاف عمل سمجھا جاتا ہے۔

عیسائیت میں تو علاج و معالجہ تک کو مذہبی تعلیمات کے خلاف سمجھا گیا، اور طہارت و نفاست اور خوشحال زندگی کا اس میں کوئی تصور نہیں، بلکہ نفس کو اذیت پہنچانا اور وسائل حیات سے کم سے کم فائدہ اٹھانے کو پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے، اسی طرح کلیسا کے تسلط کے ایک ہزار سالوں میں یورپ انتہائی فقر و افلاس اور جہالت میں مبتلا رہا، اس کا بڑا سبب دنیاوی کاموں میں مشغولیت کو غیر مذہبی عمل قرار دینا تھا۔

اسلام دین فطرت ہے، اور قیامت تک کے لئے ہے، اس میں طبیعت انسانی کی پوری رعایت رکھی گئی ہے، صحابہ کرام میں بڑے تاجر، بڑے کسان، اور صاحب جائیداد لوگ تھے، اور اعلیٰ منصب پر فائز رہنے

اس کے بڑھانے کی ہوس پر روک لگاتا ہے، وہ نفس کے جائز تقاضوں کو پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کے حدود بتاتا ہے، گھریلو زندگی اور آپس کے معاملات میں ضابطہ اخلاق متعین کرتا ہے، غرض کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت بلکہ پوری دنیا پر احسان کیا، اس کو ظالمانہ اور محدود طریقہ زندگی سے نجات دلائی جس میں وہ بڑگی تھی کہ ایک طرف وہ اہل دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے اندھا دھند فائدہ اٹھانے اور لطف اندوز ہونے میں مست تھے اور دوسری طرف اہل دین تھے جو دنیا کے معمولی بلکہ ضروری منافع سے بھی فائدہ اٹھانا صحیح نہیں سمجھتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ﷺ نے انسان کو مذہب اور دنیاوی زندگی کا ایک مشترکہ اور جامع نظام عطا کیا جس میں مذہب اور زندگی کے درمیان کوئی تضاد نہ تھا، بلکہ وہ دونوں نہایت خوبی کے ساتھ باہم ایک وحدت بن گئے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو احسانات کہ آپ ﷺ نے انسان کے فرق کو دور کیا اور مذہب اور زندگی کے مابین دوری اور اختلاف کو ختم کیا وہ بڑے احسانات ہیں جن کے ذریعہ انسانیت کو تاریخ کی ظالمانہ اقدار سے نجات ملی، اس کے لئے انسانیت پیغمبر اسلام کی جتنی زیادہ ممنون ہو کم ہے۔

صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

☆☆☆☆☆

کواپنانے اور اختیار کرنے کی عمت دی، آپ نے دین و دنیا کو اس طرح ملایا کہ نہ تو دنیا کو یہ شکایت کہ اس کی حق تلفی ہوتی ہے اور نہ دین کو نقصان کہ دنیا اس کو کم کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ آپ ﷺ نے انسان کو زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا وہ انسان کی فطری اور ضروری تقاضوں کی نہ صرف پوری رعایت دیتا ہے بلکہ اس کو شرعی اور مذہبی حیثیت عطا کرتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ذات کا تم پر حق ہے تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، آپ ﷺ نے انسان کا اپنی ذات کے جائز تقاضوں کو پورا کرنا، اپنے جسم کے جائز تقاضوں کو پورا کرنا، اپنے گھروالی اور گھروالوں کے جائز تقاضوں کو پورا کرنا مذہب کا جز قرار دیا اور وہ عمل جن کو انسان خالص دنیا داری کا عمل سمجھا کرتا تھا اور ان میں سے بعض بعض کو بالکل مذہب کے خلاف سمجھتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ان میں سے متعدد مذہب کے عمل قرار پائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا اگر اس روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو نظر آئے گا کہ اس میں وہ تمام ضروری چیزیں ہیں جن سے دین و دنیا کی جامعیت کا پورا ثبوت ملتا ہے، آپ ﷺ کی تعلیمات کی رو سے مذہب زندگی کی مجبوریوں اور ضروری تقاضوں کی صرف رعایت ہی نہیں کرتا بلکہ ان کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے، وہ زندگی سے صرف یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے غیر ضروری تقاضوں اور رجحانات کو مذہب کی ہدایت کا پابند بنادے، وہ دولت پیدا کرنے کو منع نہیں کرتا صرف

کسی نے اس بنیاد پر انکار نہیں کیا کہ وہ کم حیثیت کی نسل کے لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں عہد حاضر کے لیے جہاں مساوات انسانی کا یہ عظیم سبق ملتا ہے وہاں مذہب اور زندگی میں مساوات وہم آہنگی کا پیغام بھی ملتا ہے، اور یہ پیغام بھی کہ وہ تاریخی اور عظیم ہے جس کی مثال ما قبل کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مذہب کے سلسلے میں دنیا میں ہمیشہ یہ تصور رہا ہے کہ وہ صرف عبادت اور دنیا سے بے تعلقی پر مبنی ہے چنانچہ مذہبیت میں ترقی کے خواہش مند کے لیے یہ ضروری سمجھا جاتا رہا ہے کہ وہ دنیا سے حاصل ہونے والی راحت و لطف کی چیزوں سے زیادہ سے زیادہ بے تعلقی اختیار کرے لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یہ پیغام دیا کہ دنیا چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ ﷺ نے خدا کا یہ کلام سنایا:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ" (سورہ اعراف: ۳۲) جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے یہ جو اچھی چیزیں اور رزق کا سامان اپنے بندوں کے لیے نکالا ہے، اس کو کون حرام کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت سنائی "زِينَا آتَيْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" جس میں خدا سے آخرت میں بھلائی اور خوبی مانگنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی بھلائی اور خوبی بھی مانگی گئی ہے اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ رہبر انسانیت ہیں جنہوں نے دین کے ساتھ دنیا

تعمیر حیات - ازمی ۲۰۰۹ء

عمرہ مال تم کما تے ہو اور جو چیزیں تم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے خرچ کرو حتیٰ کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد کاروبار میں مشغولیت سے نہیں روکا گیا بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [سورہ جمعہ: ۱۰] (پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو، اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ، اس میں عبادت میں مشغولیت کے ضمن میں بھی اس کی رعایت کی ہے، سورہ منزل میں ہے: ﴿وَإِذْ تَنْقَسِبُونَ أَنَّهُ لَغَوَابُ غَوَابِهَا فَذُكِّرُوا بِاللَّيْلِ وَنَضَعُوا بِأَيْدِيكُمْ الْحُكْمَ وَاللَّهُ يَخْتَصِمُ بَيْنَ الْمُتَنَزِعِينَ وَمَنْ أَسْرَفَ فَكَانَ أَجْرُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَسَوَاءٌ جَزَاءُ ذَا السُّوءِ أَذْيَبَ النَّارُ فِيهِ أَمْ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ حُمْرُ النَّارِ﴾ [سورہ بقرہ: ۲۵۵] (جو لوگ سو دکھاتے ہیں وہ اس طرح کھڑے ہوتے ہیں جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو، یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی ویسا ہی ہے جیسے سود لیتا حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام، تو جس شخص کے پاس خدا کی صحت پہنچی اور سود لینے سے باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا ہے وہ اس کا، اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد، اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے، خدا سود کو نابود کرتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور خدا کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔)

میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لاتے ہیں جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو، اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو، اور جو کچھ آگے بھیجے اپنے واسطے کوئی نیکی اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

اسلام نے اس رعایت اور سہولت کے ساتھ جو اس نے مال کے حصول کے لئے دی ہے جو دوسرے مذاہب نے نہیں دی، مال کے ضوابط بھی مقرر کئے ہیں، مال کے حصول کے وسائل کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے، جو جائز ہیں، اور ان وسائل سے حاصل کیا گیا مال جائز بلکہ اللہ کا فضل ہے، اور ان وسائل کو بھی بیان کیا ہے جو حرام ہیں اور ان ذرائع سے حاصل کئے جانے والا مال حرام، مثلاً سود، اس کو اللہ تعالیٰ سے جگہ قرار دیا گیا، ﴿وَإِنَّمَا الْبَنِينَ امْتَنُوا اللَّهُ وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا، إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِن تُبْتِغُوا فَالْأَمْوَالُ الَّتِي لَكُمْ، لَا تَنْظِلُّونَ وَلَا أَقْرَبُوا اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقْتُلُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَحْتَوُهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورہ منزل: ۲۰] (تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کیا کرتے ہو، اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے، اس نے مظلوم کیا کہ تم اس کو نپاہ نہ سکو گے، تو اس نے تم پر مہربانی کی، پس جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو، اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (معاشر) کی تلاش میں ملک

میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لاتے ہیں جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو، اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو، اور جو کچھ آگے بھیجے اپنے واسطے کوئی نیکی اس کو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

اسلام نے اس رعایت اور سہولت کے ساتھ جو اس نے مال کے حصول کے لئے دی ہے جو دوسرے مذاہب نے نہیں دی، مال کے حصول کے وسائل کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے، جو جائز ہیں، اور ان وسائل سے حاصل کیا گیا مال جائز بلکہ اللہ کا فضل ہے، اور ان وسائل کو بھی بیان کیا ہے جو حرام ہیں اور ان ذرائع سے حاصل کئے جانے والا مال حرام، مثلاً سود، اس کو اللہ تعالیٰ سے جگہ قرار دیا گیا، ﴿وَإِنَّمَا الْبَنِينَ امْتَنُوا اللَّهُ وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا، إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِن تُبْتِغُوا فَالْأَمْوَالُ الَّتِي لَكُمْ، لَا تَنْظِلُّونَ وَلَا أَقْرَبُوا اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تَقْتُلُوا لِنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَحْتَوُهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورہ منزل: ۲۰] (تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کیا کرتے ہو، اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے، اس نے مظلوم کیا کہ تم اس کو نپاہ نہ سکو گے، تو اس نے تم پر مہربانی کی، پس جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو، اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (معاشر) کی تلاش میں ملک

دیں تو کم دیں۔)

اور اسی طرح دھوکہ اور غش سے، یا ناحق مال پر قبضہ کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

سوال کرنے سے اسلام نے منع فرمایا ہے، اور حدیث شریف میں اس پر سخت وعیدیں آئیں ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ایک انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوال کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہے، ایک کپڑا ہے جو میں پہنتا ہوں، اور بچھاتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ، وہ جا کر لے آئے، حضور ﷺ نے ہاتھ میں لے کر فرمایا: کون ان دونوں کو خریدتا ہے؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: میں ایک درہم میں لیتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا: کون قیمت بڑھاتا ہے؟ اور کئی بار فرمایا، ایک دوسرے شخص نے کہا: میں دو درہم میں لیتا ہوں، حضور ﷺ نے اسے دونوں چیزیں دیدیں، اور دو درہم لے لئے، اور انصاری کو دیکر فرمایا: جاؤ ایک درہم سے کھانا خریدو اور گھر پہنچا دو، دوسرے درہم سے کھانا خریدو، اور میرے پاس لیکر آؤ، وہ شخص کھانا لیکر آیا، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لکڑی لگائی، اور فرمایا: جاؤ لکڑی کا ٹو اور بیچو، اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔

وہ شخص گیا اور لکڑی کا ٹٹا اور بیچتا رہا، اور پھر آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے، اس سے اس نے کپڑے اور کھانا خریدا، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ سوال تمہارے چہرہ پر قیامت کے دن داغ بن کر ظاہر ہو، پھر فرمایا: سوال صرف تین حالتوں میں صحیح ہے: کمر تو فقر کے وقت، ناقص برداشت تاوان کے وقت، یا تکلیف دہ خون

بہا کے بدلے میں دیت کے وقت۔“ (سنن ابی داؤد، باب الزکوٰۃ: حدیث نمبر: ۱۶۳۱)۔

سوال کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ قیامت میں اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا اور سوال کرنے والے پر سوال کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

مال کمانے کی اجازت دینے کے ساتھ اسلام نے اس کے خرچ کے لئے ہدایات دی ہیں، جس طرح بخل سے منع کیا گیا ہے اسی طرح اسراف سے بھی منع کیا گیا ہے، البتہ خیر کے کاموں میں اور غریبوں اور محتاجوں پر خرچ کی فضیلت بیان کی گئی ہے، یہ خرچ دو قسم کے ہیں، ایک قسم اختیاری ہے جو صدقہ، خیرات اور خیر کے کاموں میں اعانت ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے اور قرآن کریم میں جگہ جگہ اتفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہے، اور حدیث شریف میں اس کے واقعات اور فضیلت کثرت سے بیان کی گئی ہے، اور دوسری قسم لازمی جو زکوٰۃ ہے، جو نماز، روزہ اور حج کی طرح ہے، مال اگر ضرورت سے زائد ہو جس کا نصاب مقرر کیا گیا ہے یعنی ایک حد مقرر کی گئی ہے، تو اس کے خرچ کرنے کے لئے تفصیلی ہدایات آئی ہیں، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ اس نظام کی پابندی سے مال میں برکت ہوتی ہے، اس معین نظام کے لئے زکوٰۃ کی تعبیر استعمال کی گئی ہے، اور اس کو اسلام کے پانچ ارکان میں ایک رکن قرار دیا گیا ہے۔

اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ایک قبیلہ نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ تاریخی جملہ فرمایا: ”بشقص الدین و انا حنی“ (کیا میری زندگی میں دین میں کمی کی جا سکتی) اور اس پر جنگ کی۔

مال کے حصول اور خرچ کے درمیان اعتدال اسلام کا بنیادی موقف ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يَسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا

وكان يسر ذلك قواماً﴾ [سورہ الفرقان: ۶۷] (اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بچھاؤ نہ اتارے ہیں اور نہ وہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ ضرورت سے زیادہ نہ کم)۔

مال کے حصول کی کوشش کو اسلام نے عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے ﴿وَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ﴾ [سورہ الحج: ۱۰] (پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو)، لیکن اس کے ساتھ ایسی مشغولیت سے منع کیا جو ذکر اللہ اور عبادت اور دوسری ذمے داریوں کی ادائیگی میں حائل ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا يَسْرِفُوا فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي كَسَبُوا بِاللَّهِ وَمَنْ يَسْرِفْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِغَيْرِ اللَّهِ عَاقِلًا﴾ [سورہ النور: ۳۲] (یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سودا گری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت) اسی طرح ذخیرہ اندوزی اور مال بڑھانے کی ہوس کی بھی مذمت کی ہے، اور اس کے برے نتائج سے آگاہ کیا ہے، اس کے لئے قارون کا قصہ تفصیل سے بیان کیا ہے، اور ترغیب کے ذریعہ مستحقین پر خرچ کرنے کو اتنی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام کو احساس ہوا کہ ان کے کمانے ہوئے مال میں ان کا کوئی حق نہیں۔

کسب مال اور اتفاق کے درمیان توازن اقتصاد اسلامی کی بنیادی خصوصیت ہے، اور اسی میں سماج کے درمیان طبقاتی فرق کا حل مضمر ہے، اشتراکی اقتصادیات میں صاحب مال کا استحصال ہے، اور سرمایہ دارانہ نظام میں محنت کش طبقہ کا استحصال ہے، اسلام دونوں کے درمیان ایک متوازن نظام پیش کرتا ہے اور اس میں جبر و اکراه کا راستہ اختیار نہیں کرتا، بلکہ ترتیب اور ترتیب کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

اسلامی بینک کاری

وقت کی اہم ضرورت

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی ترجمہ: محی الدین احمد صدیقی

اقتصادی بحران کی ہوا چلنے اور مختصر مدت میں ساری دنیا پر اس کے اثرات پڑنے کے بعد دنیا کی آنکھیں کھلیں، شاید یہ بیداری سابقہ بیداری سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ اب وہ اپنی آنکھوں سے اس گھناؤنی مادیت کو دیکھ رہی ہے، جس نے مادہ پرستوں کو ایسے وقت میں دھوکہ دیا، جب انہیں اس کے نفع کی اشد ضرورت تھی، اور جب کہ وہ دنیا کے بڑے دولت مند ممالک میں دولت کے بڑھتے داموں میں تبدیلی کی آس لگائے ہوئے تھے، لیکن عالمی منڈی میں معمولی جھٹکے سے یہ خواب چکنا چور ہو گیا اور بڑے بڑے عالمی بینک دیوالیہ ہو گئے اور دنیا کے ریکارڈ دولت مندوں کی دولت لحد بھر میں ضائع ہو گئی۔

یہ جدید اقتصادی تاریخ کا وہ تاریک باب ہے، جس سے کوئی شہر اور پستی محفوظ نہیں، سارے قیاسات ناکام ہو گئے۔ اس اچانک حادثے سے امریکہ اور اتحادی ممالک پر سب سے زیادہ اثر پڑا جو رات گئے تک اپنی اقتصادی حالت پر بالکل مطمئن اور بہت سے اہم مناصب کے مالک تھے، لیکن صبح ہوتے ہوئے وہ سب کچھ گنوا چکے تھے، یہ غیر متوقع حالات سابق امریکی صدر بش کی مینا کار ختم ہونے اور نئے امریکی صدر اوباما کی تخت

نشینی کے وقت سے اس طرح شروع ہوئے کہ چھ چھ اقتصادی بحران سے دہل گیا اور ساری دنیا راج اقتصادی نظام کو بدلنے اور اس کو ختم کرنے کے بنیادی سبب کی جستجو میں لگ گئی اور سودی منافع پر چلنے والے ممالک میں اس کے نتائج ظاہر ہوئے۔ یہ مغربی اقتصاد کا حال ہے جو دولت سے دولت پیدا ہونے کے نظریہ کا حامل ہے اور جس کے نزدیک کسی بھی دولت مند کے لئے بغیر کسی جدوجہد اور محنت و کاوش کے محض سودی ذرائع اور ان قرضوں کے ذریعہ اپنی دولت میں اضافہ کرنے کا پورا حق ہے جن کو ضرورت مند لیتا رہے اور پرستیج کے حساب سے قائدہ کے ساتھ لوٹا تار ہے۔

مشرق و مغرب کے تمام مالی شعبوں میں مادی اقتصادیات کی یہی بنیاد ہے اور بینک دراصل دولت مند اور قرض دار کے مابین مالی تبادلہ کا ذریعہ ہیں۔ تمام عالمی بینکوں کا یہی طریقہ کار ہے کہ مال لے کر پرستیج کے مطابق شرح سود کے ساتھ صاحب مال کو واپس کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کو زیادہ متعینہ منافع پر قرض مہیا کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ غیر فطری نظام ہے جو انسانی طبیعت سے ہم آہنگ نہیں۔ ضرورت اس فطری نظام کی ہے، جس کی تشریحات فقہ اسلامی کے

مالیات سے متعلق ابواب میں کی گئی ہیں اور جس کا بعض مسلم ممالک میں بعض اقتصادی فاؤنڈیشنس کے ذریعہ تجربہ بھی کیا جا چکا ہے، جس کے لئے اسلامی بینک قائم کئے گئے جنہیں پہلے مرحلہ میں سودی بینکوں اور ان کے غیر فطری تبادلہ زر کی طرف سے مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا، بائیں طور انہوں نے اس مالی نظام کو ناکام کرنے کی کوششیں کیں اور اس کی شکل مسخ کرنے نیز اس بات کی طرف توجہ مرکوز کی کہ جدید دنیا بہر صورت اس نظام کو قبول نہیں کر سکتی، اس لئے کہ مغربی ماہرین اقتصادیات کے دعوے کے مطابق اسلام کے پاس کوئی ذاتی اقتصادی نظام نہیں اور وہ کسی بھی اقتصادی معاملے اور مرحلہ میں انسان کی کسی ضرورت کی تکمیل کی اہلیت نہیں رکھتا، مگر وہ بے چارے یہ نہیں جانتے کہ اسلام کا اقتصادی نظام تو انسان کی تمام مادی ضروریات کو محیط ہے اور اپنے وسیع معنی میں مساوات کو شامل ہے، وہ اس کو سود کی گندگیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جن پر مغربی مادیت فریفتہ ہے اور جسے اسلام ایک شنیع جرم تصور کرتا ہے، قرآن میں ہے ”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ بالکل اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جو شیطان کے چھونے سے پاگل ہو گیا ہو، یہ اس وجہ سے کہ وہ بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں سمجھتے، حالانکہ اللہ نے بیع کو جائز اور سود کو حرام رکھا ہے، اب جس کے پاس خدا کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ رک گیا تو اس کے لئے مذکورہ خوشخبریاں ہیں اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، البتہ جو دوبارہ وہی کرے تو وہ جہنمی ہے جسے ہمیشہ ہمیش وہیں رہنا ہے۔ اللہ نے سود کو باطل کیا ہے اور صدقات میں وہ

اضافہ کرتا رہتا ہے اور وہ کسی ناشکرے اور گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔“

مسلمانوں کے اوپر وہ دور بھی گزرا ہے جب وہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے سودی بینکوں کے محتاج تھے جب اس کی حفاظت کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا، لیکن اقتصادیات کے ماہر مسلم علماء نے غیر سودی بینکنگ کے موضوع پر تحقیق کی اور ہر اس چیز کے بارے میں غور کیا جو تجارت اور قرض میں مالی تبادلہ کی بنیاد بننے کی اہلیت رکھتی ہو، چنانچہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلامی بینکنگ کی راہ میں حائل سودی بینکوں کے باوجود حرام کے ادنیٰ شائبہ سے بھی پاک اسلامی بینکنگ کا قیام ممکن ہے جو نہ صرف عالم اسلام بلکہ مغربی ممالک کے لئے بھی نمونہ ثابت ہو سکتا ہے۔

امریکہ و متحدہ ممالک اور دیگر یورپین ممالک میں بڑے بڑے بینکوں کا دیوالیہ ہو جانا اس بات کی کھلی دلیل اور روشن علامت ہے کہ اسلامی شریعت میں سود کا کوئی مقام نہیں، اسی طرح ساری دنیا میں آج اسلامی بینکنگ کا قیام اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام کا بتایا ہوا راستہ ہی فطری راستہ ہے، خود مغربی مفکرین نے اس راہ سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے جس پر وہ اب تک گامزن تھے، غیر سودی بینکنگ نظام کے قیام کے امکانات کا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ جب سے دنیا کو اقتصادی بحران کا سامنا ہوا ہے، یہی فکر عام ہو گئی ہے، اور اس نظام کو غیر سودی بینکنگ نظام (INTEREST FREE BANKING SYSTEM) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

مغرب کا اپنے اقتصادی نظام کی تباہی و ناکامی کا اعتراف اس سمت میں اس کی فکر میں آئی

تبدیلی کو پسند کرتا ہے کیونکہ اسے ایک ایسا نظام درکار ہے جو سابقہ نظام کی قائم مقامی کر سکے اور ان تمام چھوٹے ہوئے مالی منافع کی تلافی کر سکے جن کو وہ ساری دنیا میں چلنے والی اپنی غیر معمولی تجارتی و مالی اسکیموں اور پروڈیکٹوں کے ذریعہ حاصل کرتا رہا ہے، تو کل جو دنیا کا سب سے بڑا دولت مند تھا، وہ اقتصادی بحران کا نشانہ بن گیا، یہی چیز تھی جس نے اقتصادیات کے بہت سے ماہرین کو اسلام کے اقتصادی نظام کے مطالعہ اور اس کی تحقیق کرنے کی نیز اس میں دولت مندوں اور سود خوروں کے محلات کو زمیں بوس کر دینے والے اس مالی بحران سے نمٹنے کی شکلیں تلاش کرنے پر آمادہ کیا، چنانچہ غیر سودی بینکوں کے قیام کی راہ ہموار ہو گئی اور یہی وہ نظام ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

بہت سے ہم پر اس اسلامی نظام تجارتی املاک کے سلسلہ میں اس کے طرز عمل اور اہل زر سے ان کے مال کی ایک معین مقدار لے کر اسے غریبوں کے حوالے کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کی دوسری شکلوں سے متعلق ہو جن کی تفصیل سورہ بقرہ کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

”اے ایمان والو! جب تم ایک معینہ مدت کے لئے کوئی قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو، منصف مزاج لکھنے والا اسے لکھا کرے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسے اللہ نے بتا دیا ویسے ہی لکھو۔ حقدار لکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور حق میں کوئی کمی نہ کرے۔ اگر وہ نا بوجھ یا کمزور ہو یا لکھ نہ سکا ہو تو اس کا ولی انصاف کی روش پر قائم رہے ہوئے اس کے لئے لکھے، دو گواہ بھی مردوں میں

تبدیلی کو پسند کرتا ہے کیونکہ اسے ایک ایسا نظام درکار ہے جو سابقہ نظام کی قائم مقامی کر سکے اور ان تمام چھوٹے ہوئے مالی منافع کی تلافی کر سکے جن کو وہ ساری دنیا میں چلنے والی اپنی غیر معمولی تجارتی و مالی اسکیموں اور پروڈیکٹوں کے ذریعہ حاصل کرتا رہا ہے، تو کل جو دنیا کا سب سے بڑا دولت مند تھا، وہ اقتصادی بحران کا نشانہ بن گیا، یہی چیز تھی جس نے اقتصادیات کے بہت سے ماہرین کو اسلام کے اقتصادی نظام کے مطالعہ اور اس کی تحقیق کرنے کی نیز اس میں دولت مندوں اور سود خوروں کے محلات کو زمیں بوس کر دینے والے اس مالی بحران سے نمٹنے کی شکلیں تلاش کرنے پر آمادہ کیا، چنانچہ غیر سودی بینکوں کے قیام کی راہ ہموار ہو گئی اور یہی وہ نظام ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

بہت سے ہم پر اس اسلامی نظام تجارتی املاک کے سلسلہ میں اس کے طرز عمل اور اہل زر سے ان کے مال کی ایک معین مقدار لے کر اسے غریبوں کے حوالے کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کی دوسری شکلوں سے متعلق ہو جن کی تفصیل سورہ بقرہ کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

”اے ایمان والو! جب تم ایک معینہ مدت کے لئے کوئی قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو، منصف مزاج لکھنے والا اسے لکھا کرے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسے اللہ نے بتا دیا ویسے ہی لکھو۔ حقدار لکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور حق میں کوئی کمی نہ کرے۔ اگر وہ نا بوجھ یا کمزور ہو یا لکھ نہ سکا ہو تو اس کا ولی انصاف کی روش پر قائم رہے ہوئے اس کے لئے لکھے، دو گواہ بھی مردوں میں

سے بنالیا کرو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک مرد اور دو عورتیں ہی کسی، جنہیں تم گواہی کے لئے پسند کرتے ہو (موزوں سمجھتے ہو) یہ محض اس وجہ سے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسرا اسے یاد دلا دے۔ گواہی کے موقع پر گواہی دینے سے گریز نہ کریں۔ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، مدت تک کے لئے اسے لکھنے سے گھبرایا نہ کرو، یہ اللہ کے نزدیک بھی عین تقاضائے انصاف ہے، گواہی کے لئے بھی چھٹی کا باعث ہے۔ مزید تمہارے شک میں پڑنے سے محفوظ رہنے کا بھی ذریعہ ہے، الایہ کہ شرکت پر پنی نقد تجارت ہوتی نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، خرید و فروخت کے وقت بھی گواہ متعین کر لیا کرو۔ لکھنے والے (رجسٹرار) اور گواہ کو مشقت میں نہ ڈالا جائے (خوفزدہ نہ کیا جائے) ایسا کیا تو یہ گناہ ہے، بس اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہاری رہنمائی کرتا رہے گا، وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے۔“

مغربی حلقوں میں کافی سنجیدگی کے ساتھ اپنی جگہ بنانے والی اس اقتصادی بیداری پر نظر کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے بہترین موقع ہے کہ مالی تبادلہ کے صحیح طریقے کی ترویج کریں اور مضاربت اور منافع وغیرہ کے ذریعہ خالص تجارتی بنیاد پر بینک قائم کریں۔ یہ کام زبان سے اسلام کے محاسن اور خوبیوں کو اجاگر کر دینے سے مکمل ہونے والا نہیں، معاشرہ کو سود کی تمام اقسام و اشکال سے مکمل طور پر پاک کرنے کے لئے یا ضابطہ عملی پلاننگ اور سودی بینکوں کے مالکان کے سامنے ذمہ نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے، جو سودی لین دین سے تحفظ کے تلاشی ہیں اور اسلام کے مالیاتی نظام سے قائدہ

تبدیلی کو پسند کرتا ہے کیونکہ اسے ایک ایسا نظام درکار ہے جو سابقہ نظام کی قائم مقامی کر سکے اور ان تمام چھوٹے ہوئے مالی منافع کی تلافی کر سکے جن کو وہ ساری دنیا میں چلنے والی اپنی غیر معمولی تجارتی و مالی اسکیموں اور پروڈیکٹوں کے ذریعہ حاصل کرتا رہا ہے، تو کل جو دنیا کا سب سے بڑا دولت مند تھا، وہ اقتصادی بحران کا نشانہ بن گیا، یہی چیز تھی جس نے اقتصادیات کے بہت سے ماہرین کو اسلام کے اقتصادی نظام کے مطالعہ اور اس کی تحقیق کرنے کی نیز اس میں دولت مندوں اور سود خوروں کے محلات کو زمیں بوس کر دینے والے اس مالی بحران سے نمٹنے کی شکلیں تلاش کرنے پر آمادہ کیا، چنانچہ غیر سودی بینکوں کے قیام کی راہ ہموار ہو گئی اور یہی وہ نظام ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

بہت سے ہم پر اس اسلامی نظام تجارتی املاک کے سلسلہ میں اس کے طرز عمل اور اہل زر سے ان کے مال کی ایک معین مقدار لے کر اسے غریبوں کے حوالے کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو زکوٰۃ، صدقات اور انفاق کی دوسری شکلوں سے متعلق ہو جن کی تفصیل سورہ بقرہ کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

”اے ایمان والو! جب تم ایک معینہ مدت کے لئے کوئی قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو، منصف مزاج لکھنے والا اسے لکھا کرے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسے اللہ نے بتا دیا ویسے ہی لکھو۔ حقدار لکھے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور حق میں کوئی کمی نہ کرے۔ اگر وہ نا بوجھ یا کمزور ہو یا لکھ نہ سکا ہو تو اس کا ولی انصاف کی روش پر قائم رہے ہوئے اس کے لئے لکھے، دو گواہ بھی مردوں میں

ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا اخلاق کے موتی برسائے

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی

پوری کرلو، زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادا گئی کے دو تین دن باقی رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابو بکرؓ، عثمانؓ بھی تھے کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے، میں آیا اور آپ کے کرتے اور چادر کے پلوں کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد! (صلیہم) آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے ناوہند ہو، حضرت عمرؓ نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے، خدا کی قسم اگر مجھے (حضورؐ کا) کا ڈرنہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا، لیکن حضورؐ نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے، اور تبسم کے لہجہ میں عمرؓ سے فرمایا کہ عمرؓ میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے وہ یہ کہ مجھے حق کے ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقہ کی فصیحت کرتے، جاؤ اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کر دو اور تم نے جو اس کو ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں میں صاع کھجوریں، اس کے مطالبہ سے زیادہ دے دینا، حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور میں صاع کھجوریں زیادہ دیں میں نے پوچھا کہ یہ میں صاع کیسے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے، زید نے کہا کہ عمرؓ مجھ کو پچھانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں میں نے کہا کہ میں زید بن سعید ہوں، انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں، انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا، میں نے کہا کہ علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو اب تک

کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپ کا تحمل زیادہ ہوگا، میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد و رفت بڑھاتا رہا، ایک دن آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے کہ ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو پھر پور رزق تم کو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں، اگر رائے مبارک ہو تو آپ کچھ اعانت ان کی فرمائیں، حضورؐ نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علیؓ تھے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ موجود تو کچھ نہیں رہا زید جو اس وقت تک یہودی تھے اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہنے لگے کہ عمرؓ اگر آپ ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دے دیں تو میں قیمت عظیمی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا، حضورؐ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں، میں نے اس کو قبول کر لیا اور میں نے کھجوروں کی قیمت اسی مقدار (ایک مثقال مشہور قول کے موافق ساڑھے چار ماش کا ہوتا ہے) دے دیا، آپ نے وہ سونا اس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت

زید سعید رضی اللہ عنہ یہودیوں کے بڑے عالم تھے، لہذا نبی آخر الزماں کی جوشنائیاں بیان کی گئی تھیں سب سے واقف تھے اور دیکھ بھی لیا تھا، دونشائیاں نہیں دیکھی تھیں ان کے دیکھنے کے انتظار میں ایمان نہیں لائے تھے، ایک نشانی آپ کے علم کا غصہ پر غالب آنا دوسری آپ کے ساتھ خواہ کتنا ہی جہالت کا برتاؤ کیا جائے، انتہائی تحمل سے کام لینا جب یہ دونوں نشائیاں دیکھ لیں تو فوراً ایمان لائے، واقعہ کی تفصیل درج ذیل ہے جس کے آئینہ میں ہمیں اپنی تصویر دیکھنے کا بڑا سامان ہے، خصوصاً علماء ربانین اور دعاۃ و مصلحین کے لیے۔

برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینے کے متعلق حضور اکرمؐ کی ساری سوانح بھری ہوئی ہے کہ کفار سے کیا کیا ایذا دیتے نہیں پہنچیں، احد کی لڑائی میں حضورؐ کے ساتھ کیا کیا پیش نہیں آیا اور جب صحابہؓ نے ان حالات سے متاثر ہو کر حضورؐ سے بددعا کی درخواست کی تو حضورؐ نے دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ ناواقف ہیں، زید بن سعید پہلے سے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضورؐ میں نہ دیکھا ہے، بجز دو علامتوں کے جن کی اب تک نبوت نہیں آئی، ایک یہ کہ آپؐ کا علم آپؐ کے غصہ پر غالب ہوگا، دوسری یہ کہ آپؐ کے ساتھ

لے مادی دنیا کے سامنے ایک عملی، مثالی نمونہ اور حکیمانہ انداز رکھا جائے۔
جدید اقتصادی نظام میں زندگی کے تمام گوشوں میں سودی لین دین کا اثر عموم کے انتہائی درجہ تک پہنچ گیا ہے، اس طور پر کہ معاشرہ کا کوئی بھی فرد الا ماشاء اللہ براہ راست یا بالواسطہ اس کی لپٹ سے محفوظ نہیں رہ سکا ہے۔ اس خطرناک عمومیت کی وجہ سے متعدد مسلم افراد اور تنظیموں کے ذریعہ مختلف سوالات اور استفسارات کئے جانے لگے جن کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ آیا سودی بینکوں اور سودی اداروں کے ساتھ معاملات کرنے کے لئے جواز کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟ قارئین اس مضمون میں انشاء اللہ ایسے تمام اشکالات کے جوابات پائیں گے۔

☆☆☆☆☆

دلکش طباعت

بہترین سرورق

عمدہ کاغذ

قصص النبیین (دوم)

از: مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

سلیس، شستہ عربی میں پیغمبروں کے سچے سبق آموز، عربی کے مبتدی طلباء کے لیے خاص تعلیمی نقطہ نظر سے لکھی گئی یہ صرف درسی اور تعلیمی کتاب ہی نہیں، حقیقت میں علم کلام کی کتاب ہے، ایمان کے مسائل، توحید کے دلائل جس حسن و لطافت سے اس کے اندر جمع کر دیئے گئے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں، کتاب میں حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ کے واقعات سادے اور سچے انداز میں درج ہیں۔

قیمت - Rs. 16/-

ناشر

مجلس صحافت و نشریات، پوسٹ بکس ۹۳۳، ندوۃ العلماء، کھنڈو

افہا کر غیر سودی بینکوں کا قیام چاہئے ہیں۔
یہ سودی حرمت کے سلسلہ میں کئی اور لکھی گئی باتوں کی تکرار اور اعادہ نہیں جس کی مادہ پرست ممالک میں تبادلہ زر کے وقت مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں، بلکہ یہ ایک پیچیدہ کاوش ہے اگر مختلف ممالی نظاموں میں عملاً اس کا نفاذ ہو۔ یہ عالم انسانیت کے لئے زندگی کی الجھنوں، سرکاری مشکلات اور معاشرے کے ان تمام مسائل سے تحفظ کا ذریعہ ہو سکتی ہے جو اس کی محرومی و بد نصیبی کا حقیقی سبب ہیں، باوجودیکہ وسائل و امکانات میں کسی قسم کی کمی نہیں پائی جا رہی ہے۔

اسلامی تنظیمیں بلا تفریق آراء و افکار و مسالک علمی بیہیناروں کا انعقاد کر کے اس موضوع کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کر رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کتاب سنت اور اسلامی معاشرے کے تبادلہ زر کی روشنی میں ایک مکمل نچ وضع کرنے کے لئے یہ موزوں وقت ہے۔ نیت خالص ہو، عزائم پختہ ہوں اور پیچیدہ کوشش ہو تو مسئلہ کا حل کچھ مشکل اور پیچیدہ نہیں، اگر اسلام کے مالیاتی و اقتصادی نظام کے ذریعہ کوئی چیز سامنے آتی ہے تو مادہ پرست دنیا کے ممالک اور بینک بھی اس کو بنیاد بنا سکیں گے، جیسا کہ بعض جگہ غیر سودی بینکوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔

بینکوں سے عیاں ہو جاتا ہے کہ پوری مسلم دنیا میں پائے جانے والے فقہ اسلامی کے سارے ماہرین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کئے گئے اس مبارک موقع کو نصیحت جانا چاہئے جس کی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ مادی مالیاتی اداروں کو انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام میدانوں میں سود کی تباہ کاریوں اور اس کے گہرے نقصانات سے محفوظ رکھنے کے

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

حضرت مولانا عبدالماجد دریا بادی

کی ایک سند اعلیٰ قرار پا گیا ہے، یہ اس لیے کہ آپ کے ”حکماء و عقلاء“ نے آپ کے ”ماہرین فن“ نے، آپ کے مدعیان دانش و حکمت نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ رونے سے پست ہمتی اور بزدلی پیدا ہوتی ہے، رونا بیماری کی علامت ہے، اور ہمتی صحت کی دلیل ہے! جنت کی نعمتوں اور مذہب کے وعدوں سے اس وقت قطع نظر کیجیے، صرف دنیا کی نعمتوں اور تاریخ کے واقعات کو پیش نظر کر لیجئے، مصر کس نے فتح کیا؟ شام کی تسخیر کس نے کی؟ ایران پر قبضہ کس نے کیا؟ قیصر کی سپاہ کو کس نے پامال کیا؟ کسریٰ کے لشکر کو کس نے شکست دی؟ عراق پر اسلام کا پرچم کس نے نصب کیا؟ فلسطین کی زمین پر اسلام کی حکومت کس نے قائم کی؟ اپنے سے کئی کئی گنا زیادہ تعداد اور اپنے سے بدرجہا زیادہ سامان جنگ رکھنے والے لشکروں کو بارہا کن لوگوں نے زیر کیا؟ انہیں رونے والے، انہی روز قیامت سے ڈرنے والے، انہی خوف خدا سے کانپنے والے صحابیوں نے یا ہنسنے والے، گانے اور ناچنے والے انہی زندہ دلی اور بے فکری کے ساتھ عیش و نشاط کی زندگی بسر کرنے کا دعویٰ رکھنے والے محمد شاہ رگیلے اور واجد علی شاہ جان عالم کے درباریوں نے؟ یہ وہی ”زندہ دلی“ تھی جو نہ دہلی کی سلطنت کو بربادی سے بچا سکی، نہ اوودھ کو۔ آج بھی حق انتخاب آپ کو حاصل ہے، خواہ اس ”زندہ دلی“ کا راستہ اختیار کریں، اور خواہ حضرات صحابہؓ کی وہ روش اختیار کریں، جس نے ان کو خالص دنیوی حیثیت سے بھی اونچے کامیابی و عروج کا مرئی پر پہنچا دیا تھا، اگر اسی کا نام ”پست ہمتی و بزدلی“ ہے تو پروردگار عالم آج بھی پست ہمتی و بزدلی پھر امت اسلامیہ میں پیدا کر دے!

☆☆☆☆☆

تقریروں اور تحریروں میں بار بار ادب و احترام سے لیتے ہیں، اگر آپ کے دل میں (خدا نخواستہ) ان کی کوئی وقعت و عظمت نہیں، اور آپ ان کا شمار عرب کے ان پڑھ عوام میں کرتے ہیں، تو آپ سے کوئی سوال نہیں، لیکن اگر فی الواقع آپ انہیں اپنا مخدوم و سردار تسلیم کرتے ہیں، اور انہیں بہترین خلائق محض کہتے ہی نہیں بلکہ سمجھتے بھی ہیں اور ان کی عظمت و عقیدت محض آپ کی زبان کے اوپر نہیں بلکہ دل کے اندر بھی موجود ہے، تو خدا را فرمائیے، کہ آپ کی زندگی کو ان کی زندگی سے کوئی مناسبت ہے؟ وہ رونے کے عاشق تھے، آپ ہنسنے پر فریفتہ ہیں، وہ آنسوؤں کے بھوکے تھے، آپ قہقہوں کے خریدار ہیں، وہ موت کے ڈر سے اپنے دلوں کو زندہ کئے ہوئے تھے، آپ ادھر سے بے خوف ہو کر ”زندہ دلی“ کی تلاش میں اپنے دلوں کو مردہ کیے ہوئے ہیں، ان کے ہاں گریہ و بکا تھا، اور آہ و زاری، دلوں میں خشیت تھی، اور ہیبت، قیامت کا خوف تھا اور قبر کا ہول، موت کا ڈر تھا، اور حساب کی وہشت، آپ کے ہاں قہقہوں کا شور ہے اور تالیوں کی گونج، اور پھر بھی آپ کو شکایت اپنے آپ سے نہیں، بلکہ اپنے خدا سے ہے، کہ ہر طرف سے آپ ہی ذلیل و پامال ہو رہے ہیں!

نوبت یہ پہنچی ہے کہ رونا رلانا آپ کے نزدیک مستحکمہ انگیز ہو گیا ہے، اور ہنسانا تہذیب

”صحابہ کرام کے دلوں میں قیامت کا خوف اس قدر سا گیا تھا کہ اس کے ڈر سے ہر وقت کانپتے رہتے تھے۔ ایک بار دفعہ اندھیرا ہو گیا، ایک صاحب نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا، کیا عہد نبوت میں بھی ایسا ہوتا تھا، بولے، معاذ اللہ، اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تھی، تو ہم سب قیامت کے ڈر سے مسجد کی طرف بھاگ دوڑتے تھے۔“ (اسوۃ صحابہ، مولوی عبدالسلام ندوی، جلد ۱۲۹)۔ صحابہ کرام پر دقائق اخروی کے ذکر سے رقت طاری ہو ہو جاتی تھی، بیہوش ہو ہو جاتے تھے، گر گر پڑتے تھے۔“ (ایضاً) قبر، سفر آخرت کی پہلی منزل ہے، اس لیے صحابہ کرامؓ اس منزل کو نہایت کٹھن سمجھتے تھے اور اس کے دشوار گزار اور پرخطر راستوں سے ہمیشہ لرزتے رہتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی آزمائش اور امتحان پر خطبہ دیا، صحابہ کرامؓ چیخ اٹھے (ایضاً، ۱۳۲)۔

”ایک بار آپؐ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، تمام صحابہ بے اختیار منہ ڈھا تک ڈھا تک کر رونے لگے۔“ (ایضاً، ۱۳۳)

یہ طرز عمل، یہ طریقہ زندگی کن کا تھا؟ ان لوگوں کا جنہیں آپ بعد انبیاء کرامؓ کے بہترین خلائق کہتے رہے ہیں، اور جن کا نام آپ اپنی

چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا، اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا، حضورؐ قسم فرما رہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدا دیا، دونوں واقعات کو بیان کرنے کے بعد شارح شمائل ترمذی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضورؐ کے نام لیوا ہیں اجتماع کے دعویدار ہیں، یہاں ذرا سی بات خود داری کے خلاف ہو جاتی ہے کوئی ذرا سخت لفظ کہہ دے تو وقار کے خلاف بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

میں جب غیب نے آپؐ پر چتر چلایا اور آپ کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور چہرہ انور خون آلود ہو گیا تو بعض حاضرین نے عرض کیا کہ اس موذی کے لیے بددعا فرمائیں حضورؐ نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری قوم کو ہدایت فرمایا، یہ ناواقف ہیں، ایک بدوی ایک مرتبہ آیا اور حضورؐ کی چادر مبارک پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدا دو تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو! گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنگ احد

اشارات

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
(تاقم ندوۃ العلماء و صدر آل اذنیاء مسلم پریس لاہور)

معاشرہ کی اصلاح، اخلاق و سیرت کی اصلاح کے ذریعہ ہوتی ہے

مسلم قوم دوسری قوموں کی طرح نہیں ہے کہ کھاپی کر اپنی زندگی گزار دے، اس کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اعلیٰ قدروں پر چلتی رہے اور دوسروں کی زندگی سنوارنے اور انہیں بھی راہ راست پر لانے کی ذمہ داری سنبھالتی رہے، امت مسلمہ اپنے دل میں خوف پیدا کر کے اپنے خیالات کو بدلے اور مسلمانوں کے اندر صحیح ملی شعور و احساس پیدا کرنے کے لیے جو ضروری ہو اس کی کوشش کرے۔ اصلاح معاشرہ وقت اور حالات کا سب سے بڑا تقاضہ ہے تاہم سیرت و اخلاق کی اصلاح کے بغیر یہ کام ممکن نہیں، کسی زمانہ میں اخلاق و کردار مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھا لیکن آج ہم اخلاقی سطح سے گرتے جا رہے ہیں، جو ہم سب کے لیے فکر و تشویش کی بات ہے۔ صرف اسلامی نام رکھ لینے سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مسلمان کا ہر میدان میں اخلاق و کردار کا عملی مظاہرہ ضروری ہے۔ ہماری زندگی میں اچھائیاں ہوں تو یقیناً اس سے دوسروں پر بہتر اثر پڑے گا اور اسلام کی بہترین عکاسی ہوگی، آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جب کہ اعمال ہمارے فیروں جیسے ہیں جس سے اسلام سے زیادہ خود ہمارا نقصان ہو رہا ہے، مسلمان امت کی اصلاح کے لیے اپنے دل میں سچی تڑپ اور ہمدردی پیدا کریں۔ اسلام کی بنیاد اجتماعیت ہے اور جو کام اجتماعیت سے ہوا کرتا ہے اس میں اللہ پاک کی مدد شامل حال ہوا کرتی ہے۔

(ترتیب: سید رشید احمد حسنی)

☆☆☆☆☆

آداب افتاء..... عصر حاضر کے تناظر میں

مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، جو قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور قرآن وحدیث اس کے وہ دو بنیادی ماخذ ہیں، جن میں ایسے اصول و قواعد بیان کر دیئے گئے ہیں کہ ان کی روشنی میں تاقیامت پیش آنے والے مسائل کا حل موجود ہے، عہد رسالت میں احکام خداوندی سے لوگوں کو مطلع کرنے کی ذمہ داری خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھی، آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے اس فریضہ کو انجام دیا، جن میں فقہاء سیدہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، خیر القرون کے بعد اخبار حکم کی یہ ذمہ داری امت کے راہنما نبی اعلم علماء پر آئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ہر دور، ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں نہ جانے کتنے علماء اور فقہاء پیدا ہوئے، جنہوں نے امت کو اپنی فقہی تحقیقات سے مستفید فرمایا، اور ان کے قضاء واقف سے ہر شعبہ حیات میں امت کو رہنمائی ملی۔ زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ افتاء (یعنی کسی شرعی مسئلہ کا حکم بتانا) کے طریقہ میں بھی تبدیلی آتی گئی یہ تبدیلی ایک تاگزیر ضرورت بھی تھی کیونکہ یہ کوئی ایسا مخصوص مسئلہ نہ تھا کہ اسی نسخ پر ہمیشہ چلا جائے، بلکہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اس زمانہ کے

علمی ماحول، علاقائی حالات اور عرف و رواج کے پیش نظر اس میں تبدیلی ہوتی رہی، یہ تبدیلی کبھی عرف و عادات، زبان و بیان، انداز خطاب اور کبھی دلائل کے باب میں ہوتی رہی۔

عصر حاضر جسے سائنسی ایجادات، صنعتی ترقیات اور فنی انکشافات کا دور کہا جاتا ہے، بجا طور پر یہ ایک مشینی دور ہے، جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں روز بروز نوا ایجاد چیزوں سے لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے۔ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کی آمیزش سے نئے احوال اور نئے تقاضے سامنے آرہے ہیں، انٹرنیٹ کے وسیع جال نے دنیا کی وسعت کو اگھیلوں کے پوروں پر سمیٹ دیا ہے۔ اقتصادیات و معاشیات، میڈیکل سائنس اور طبی تخصیصات میں عالمی پیمانہ پر جو تجزیے ہو رہے ہیں، ان سبھی شعبوں میں احکام شرعیہ کی تطبیق وقت کا ایک اہم تقاضہ اور مفتیان کرام کی ذمہ داری ہے نیز فسق و فجور کی کثرت اور حقوق نسواں جیسے موضوعات نے بھی مفتیان کرام کی ذمہ داریوں میں اضافہ کیا ہے۔

اس صنعتی و سائنسی انقلاب نے اپنے ساتھ علمی انقلاب کی بنیاد بھی ڈالی ہے۔ اب وہ قدیم فتاویٰ جو بلاشبہ علمی تحقیق معیار اور عمیق تفکر و اجتہاد کی شان سے مزین ہیں، آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ

ہیں اور جن سے ہم اپنی نگاہیں چرائیں نہیں سکتے ہیں، مگر اسی کے ساتھ ہی آج کا دور جس میں اسلامی احکام کو عقل و خرد کی کسوٹی پر کسا جانے لگا ہے، ضرورت ہے کہ ہم ان ہی کتب فتاویٰ سے استفادہ کر کے امت کے سامنے اسے آج کی زبان و بیان میں پیش کریں، جس کے لئے چند باتوں کو ملحوظ رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) منصوص مسائل میں نصوص شرعیہ سے استدلال:

فتویٰ نویسی کا ایک نسخ جو ایک زمانہ سے چلا آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسائل کے سوال کا جواب فقہاء کرام کی مرتب کردہ کتابوں کے حوالہ سے دے دیا جائے، اور اس جواب کے ساتھ اس فقہی کتاب کی عبارت یا اس کا ترجمہ حوالہ کے ساتھ دے دیا جائے، یہی طرز عام طور پر اردو کتب فتاویٰ میں ہمیں نظر آتا ہے ظاہر ہے یہ اس طریقہ میں فقہاء کے اجتہادات پر مکمل اعتماد کا اظہار ہوتا ہے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ فقہاء کے اجتہادات قرآن و سنت سے ہی مستنبط ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کے کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ اور وجہ افتخار ہیں۔ اسی طریقہ فتویٰ نویسی کی اشاعت میں ایک بڑا سبب اصولی افتاء کی کتابوں میں مذکور یہ قاعدہ بھی ہے کہ مقلد کو دلیل پوچھنے کا حق نہیں، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے رسم الفتویٰ میں ذکر کیا ہے۔

مگر مقلد شخص سے یہ حق چھیننا نہ ہی تو منصوص مسئلہ ہے اور نہ ہی ان کو یہ حق دینے میں شریعت میں کوئی بے جا مداخلت ہے۔

امت کے ایک بڑے طبقہ میں علم دین کی نشر و اشاعت اور دینی تحریکوں کی جہد مسلسل سے یہ شعور

پیدا ہوا ہے کہ اب وہ فقہاء کے اجتہادات کے ساتھ قرآن وحدیث سے براہ راست استفادہ کی جستجو رکھتے ہیں، ایسے طبقہ کے لئے صرف یہ لکھ دینا کہ "کذا فی الدر" "کذا فی البحر" کافی نہیں بلکہ درختار اور البحر الرائق کی عبارت کے ساتھ ساتھ اگر اس مسئلہ پر کوئی نص صریح کا اشارہ موجود ہے تو اسے بھی پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ پہلے نص صریح کا ذکر ہو پھر فقہاء کی عبارت ذکر کی جائے، تاکہ اس مسئلہ میں فقہاء کا جو نسخ استنباط ہے، خواہ وہ دلالت النص ہو یا اشارۃ النص یا اقتضاء النص وہ سامنے آجائے اور فقہاء کی کاوشیں منظر عام پر آئیں۔

یہ تبدیلی کوئی نیا طرز افتاء نہیں، بلکہ ہمارے اسلاف میں خاص طور پر حکیم الامت حضرت فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی کے یہاں مختصر جواب میں بھی یہ انداز نمایاں ملتا ہے، اور جبکہ تفصیلی فتاویٰ میں تو عموماً فقہاء و مفتیان کرام اسی نسخ کو اپناتے چلے آئے ہیں۔

اردو فتاویٰ کے بالمقابل عالم عرب کے مقلد علماء کے یہاں بھی یہی طرز افتاء رائج ہے، چنانچہ معاصرین میں مصطفیٰ زرقاء، سعید رمضان بوطی اور شیخ وصہبہ رحیمی وغیرہ کے فتاویٰ اسی نسخ فکر کے نمائندے ہیں۔

(۲) فتویٰ کمیٹی کا قیام

مفتیان کرام سے جو مسائل پوچھے جاتے ہیں، ہم انہیں دو اہم حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، بعض مسائل تو وہ ہیں جو عمومی نوعیت کے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی سے متعلق وہ مسائل جو عام طور پر معاشرہ میں پوچھے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ مسائل ہیں جو دور حاضر کی

پیداوار ہیں، خواہ وہ طب و معاشیات کی ترقی سے پیدا ہوتے ہوں یا سائنس و ٹیکنالوجی کی معلومات میں اضافہ یا معنوی معاملات کی نئی نئی شکلوں سے۔ پہلی قسم سے متعلق مسائل کے جوابات کے لیے یہ صحیح ہے کہ کسی ایک صاحب علم مفتی کا جواب کافی ہوگا، مگر دوسری قسم کے مسائل کے جواب کے لئے مفتیان کرام کی ایسی کمیٹی کا قیام موجودہ حالات میں نہایت ضروری ہے، جو نہایت باریک بینی سے سوالات پر غور کریں اور پھر قرآن و سنت، فقہاء کے استنباط کی روشنی میں جواب دیں۔

یہ کمیٹی سوالات کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے، اگر مناسب محسوس کرے تو اس کا جواز دے ورنہ اسے رد کرے، شرعی نقطہ نظر سے بھی ہر سوال کا جواب دینا نہ ہی مفتی پر ضروری ہے، خاص طور پر ان حالات میں جبکہ مفتی کو اس کے جواب سے کسی دوسرے فقہ کا اندیشہ ہو۔

فتویٰ کمیٹی کا قیام جسے ہم دوسرے لفظوں میں شورائی اجتہاد کا نام دے سکتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کی رہنمائی فرمائی ہے، چنانچہ طبرانی کی روایت ہے: عن عمر انہ قال: قلت: یا رسول اللہ ان نزل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نہی فماتنا منہ؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم: شاوروا فیہ الفقہاء والعابدین (رواہ الطبرانی وقال ابوشامی رجال مؤمنون ۷۸۱) یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے ہی یہی طریقہ اجتہاد چلا آ رہا ہے، اس سلسلہ میں حضرت عمر حضرت علی، حضرت سفیان ثوری اور پھر امام ابوحنیفہ کے یہاں جو شورائی اجتہاد ہمیں نظر آتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی قول کی تعمیل و اتباع ہے۔

اب عالمی سطح پر اس طرح کی کمیٹی کے قیام کی ضرورت پر بھی غور کیا جانے لگا ہے، چنانچہ رابطہ عالم اسلامی کے "فتویٰ اور اس کے نسخ" کے موضوع پر حالیہ منعقدہ اجلاس کی قرارداد میں اس ضرورت کی طرف بھی علماء عرب نے متفقہ رائے پیش کی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے مدوۃ العلماء میں مفکر اسلام حضرت علی میاں صاحب نے تحقیقات شرعیہ کے نام سے اس کی بنیاد ڈالی اس کے کافی عرصہ کے بعد حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاضی نے جن کی فقہ پر اچھی نظر تھی ہندوستان گیر پیمانہ پر اسلامک فقہ اکیڈمی کی بنیاد ڈالی۔ الحمد للہ اس سے طرح انھوں نے سلف کے طریقہ پر نئے مسائل میں اصحاب افتاء، ماہرین فقہ و فتاویٰ کو ایک مرکز پر جمع کیا۔

امت کی مشکلات کا علم

اسلام ایک انسانیت نواز مذہب ہے، اس میں اللہ نے بندہ کو اپنے احکام کا اسی قدر مکلف بنایا ہے، جسے کی وہ استطاعت و طاقت رکھتا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت میں احکام کی درجہ بندی کی گئی ہے، بعض احکام فرض و واجب تو بعض سنت و مستحب، اور بعض مباح بنائے گئے ہیں۔ شریعت مطہرہ کے احکام کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں امت کے لئے مشقت و پریشانی کے موقع پر آسانی و سہولت بھی فراہم کی گئی ہے، مثلاً فرض نماز جیسی اہم عبادت کا عذر کی حالت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر ادا کرنا، مسافر کے لئے رمضان میں افطار کی رخصت، ایام سفر میں قصر پر عمل کرنا، اس طرح کے بہت سارے مسائل میں شریعت نے امت کو آسانی فراہم کی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "میرینذ

الثَّلَاةُ بِكُمْ الْبَشَرُ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ

(البقرة ۱۰۵) کہ اللہ تعالیٰ تم سے آسانی چاہتا ہے، مشقت و پریشانی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معمول مبارک میر و بہولت والے پہلو کو

اپنانے کا تھا، چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے جو آسان و آہل ہوتا اس پر عمل فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی اسی سبب کی دعوت دی اور فرمایا: بسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (ابوداؤد شریف: ۲۸۳۵) فقہاء کرام نے ان ہی اصول کے پیش نظر "المشقة تحلب التيسير" کا قاعدہ مستنبط فرمایا۔

موجودہ حالات میں جبکہ معاشی زمام و اقتدار غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے۔ بینکنگ اور اس سے بڑے دوسرے مالیاتی ادارے، تجارتی کمپنیاں ان تمام اداروں میں سود انسانی جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے، ان حالات میں شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے "الضرورات تبيح المحظورات" جیسے فقہی قاعدے کے پیش نظر ناگزیر حالات میں شریعت کی اس بہولت سے استفادہ کہاں تک ممکن ہے؟

اس موقع پر تابعی جلیل سفیان ثوری کا یہ قول ہمارے لئے ایک بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ: انما العلم عندنا لرحمة من نعمة فاما التشديد في حصة كل احد (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۶/۳۶۷) رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے منصفہ سیمینار میں شریعت کی اسی اصل سے استفادہ کی تین شرطیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) ان یسکون وفق اصول الشريعة

و ادلتها.

(۲) ان لا یفرضی الی التحلل من التکالیف.

(۳) ان یسکون المقتضی للتیسیر متحققا من دفع مشقة عامة او خاصة

اگر آفتاب کینی کسی اہم مسئلہ میں خاص طور پر اس اصل کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے صادر کرے تو یقیناً امت کے لئے آسانی کی راہ فراہم ہوگی اور شریعت پر چلنا امت کے لئے آسان ہوگا۔

(۴) مصالح شرعیہ کی رعایت:

موجودہ زمانہ میں فتویٰ نویسی میں شریعت کے مصالح کی رعایت ذکر کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے، بعض دفعہ فقہی جزئیات اور فقہاء کی تصریحات کے پیش نظر ایک مسئلہ کا جواب بالکل واضح موجود ہوتا ہے، مگر حالات اور زمانہ کے لحاظ سے وہ جزئیہ موجودہ زمانہ میں شریعت کی روح اور اس کے مصالح سے ہم آہنگ نہیں ہوتا، ان حالات میں مفتی کی ذمہ داری ہے کہ وہ شریعت کے مصالح کی روشنی میں فتویٰ صادر کرے، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصالح شرعیہ کی رعایت پر جن حکم کے اظہار کے لئے جس عمیق علم اور فہم رسا کی ضرورت ہے، فتویٰ کینی کا قیام بڑی حد تک اس کی تکمیل کر سکتا ہے، اس سلسلہ میں عالم عرب کے بعض باخ نظر فقہاء کے فتاویٰ ہمارے لئے حضور راہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ترقی نے فتویٰ نویسی میں مفتیان کرام کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے، آج کے پرفتن اور تلمینی دور میں جب کہ کمپیوٹر، انٹرنیٹ کے ذریعہ تبلیغ اور طبع سازی کا بازار گرم ہے، ایک مفتی کے لیے ان حالات میں بیدار مغز ہونا نہایت ضروری ہے، بعض دفعہ سوالات کا مقصد حکم اسلامی سے آگہی نہیں ہوتی، بلکہ خاص تعصب اور شریعتی کے نقطہ نظر سے سوالات کئے جاتے ہیں، ان سوالوں کا جواب دیتے وقت ایک مفتی کو علمی گہرائی کے ساتھ اپنی فکر کی بلندی کو بھی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے، علامہ ابن عابدین شامی نے اپنے زمانہ کے فسق و فجور کے پس منظر میں یہ بات لکھی ہے کہ ایک مفتی کے لیے حیقت (بیدار) ہونا ضروری ہے "فلا بد ان یسکون المفتی متیقظا

(۵) عقلی مصلحتوں کا تذکرہ:

مغربی انکار اور عقل پرستی کے نتیجے میں اب اسلامی احکام کو بھی عقل کے ترازو میں تولنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس سلسلہ میں ہمارا عقیدہ ہے

کہ اسلامی احکام عام عقل انسانی سے ماوراء ہو سکتے

ہیں، مخالف نہیں، اسی پس منظر میں موجودہ حالات کے پیش نظر امت کے مفتیان کرام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ فتویٰ نویسی میں اظہار حکم کے بعد ممکنہ حد تک اس حکم کی عقلی مصلحتوں کا بھی تذکرہ کریں، تاکہ

سائل کا دل اس جواب سے مطمئن بھی ہو اور شریعت اسلامی کی حقانیت اور عقل انسانی سے اس کی ہم آہنگی کا اظہار بھی ہو سکے، اسی سلسلہ میں علامہ غزالی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حضرت شاہ ولی اللہ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریروں سے

خاص طور پر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن القیم نے لکھا ہے کہ "ذکر الاستدلال جمال الفتوی" اعلام الموقعین وینبغی للمفتی ان یدکر لاهل الحکم و ماخذہ ما امکنہ ذلک۔

۶. تیقظ مفتی

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ترقی نے فتویٰ نویسی میں مفتیان کرام کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے، آج کے پرفتن اور تلمینی دور میں جب کہ کمپیوٹر، انٹرنیٹ کے ذریعہ تبلیغ اور طبع سازی کا بازار گرم ہے، ایک مفتی کے لیے ان حالات میں بیدار مغز ہونا نہایت ضروری ہے، بعض دفعہ سوالات کا مقصد حکم اسلامی سے آگہی نہیں ہوتی، بلکہ خاص تعصب اور شریعتی کے نقطہ نظر سے سوالات کئے جاتے ہیں، ان سوالوں کا جواب دیتے وقت ایک مفتی کو علمی گہرائی کے ساتھ اپنی فکر کی بلندی کو بھی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے، علامہ ابن عابدین شامی نے اپنے زمانہ کے فسق و فجور کے پس منظر میں یہ بات لکھی ہے کہ ایک مفتی کے لیے حیقت (بیدار) ہونا ضروری ہے "فلا بد ان یسکون المفتی متیقظا

۷. صورت مسئلہ کی صحیح واقفیت

مفتی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے سامنے جب کوئی سوال آئے تو پہلے وہ اسے سمجھے پھر اس کا جواب دے، عام طور پر آداب افتاء کی کتابوں میں مفتی کی ذمہ داری بتائی گئی ہے مگر اس سلسلہ میں بعض دفعہ مفتیان کرام سے بے احتیاطی ہو جاتی ہے اور صورت مسئلہ سمجھے بغیر اگر مگر کے ساتھ جواب

دے دیا جاتا ہے، مثلاً چند سالوں پہلے "نیٹ ورک مارکیٹنگ" سے متعلق مفتیان کرام کے فتاویٰ اسی نوعیت کے صادر ہوئے اور میڈیا کے ہاتھوں ہدف بنائے گئے، مفتی جن کا فریضہ ہی اخبار حکم ہے، شاید اس طرح کے جوابات سے وہ اپنے فریضہ سے سبکدوش نہیں قرار دیئے جاسکتے ہیں، بلکہ نئے مسائل کے سلسلہ میں اس فن کے ماہرین سے صورت مسئلہ کی صحیح جانکاری حاصل کر کے ہی فتویٰ دیا جانا چاہئے، اس سلسلہ میں مفتیان کرام کے نقاط نظر تلف ہو سکتے ہیں، مگر نفس مسئلہ کے بابت اختلاف باقی نہیں رہے گا۔

۸. فتویٰ کی زبان

فقہاء کے اختلافات امت کے لیے رحمت ہیں، زحمت نہیں، اس لیے مختلف فیہ مسائل سے

یعلم حیل الناس و وسائلہم فاذا جاءہ السائل یقرہ من لسانہ" (رد المحتار ۵/۳۵۹) آگے لکھتے ہیں "لان هذا الزمان دجل و نمر و جعل"

یہ بات علامہ شامی نے اپنے زمانہ کے لحاظ سے لکھی ہے، موجودہ زمانہ جس میں فسق و فجور اور تلمیس و بلع سازی کی جو شکلیں وجود میں آئی ہیں، ہم اس شرط کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

۷. صورت مسئلہ کی صحیح واقفیت

مفتی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے سامنے جب کوئی سوال آئے تو پہلے وہ اسے سمجھے پھر اس کا جواب دے، عام طور پر آداب افتاء کی کتابوں میں مفتی کی ذمہ داری بتائی گئی ہے مگر اس سلسلہ میں بعض دفعہ مفتیان کرام سے بے احتیاطی ہو جاتی ہے اور صورت مسئلہ سمجھے بغیر اگر مگر کے ساتھ جواب

دے دیا جاتا ہے، مثلاً چند سالوں پہلے "نیٹ ورک مارکیٹنگ" سے متعلق مفتیان کرام کے فتاویٰ اسی نوعیت کے صادر ہوئے اور میڈیا کے ہاتھوں ہدف بنائے گئے، مفتی جن کا فریضہ ہی اخبار حکم ہے، شاید اس طرح کے جوابات سے وہ اپنے فریضہ سے سبکدوش نہیں قرار دیئے جاسکتے ہیں، بلکہ نئے مسائل کے سلسلہ میں اس فن کے ماہرین سے صورت مسئلہ کی صحیح جانکاری حاصل کر کے ہی فتویٰ دیا جانا چاہئے، اس سلسلہ میں مفتیان کرام کے نقاط نظر تلف ہو سکتے ہیں، مگر نفس مسئلہ کے بابت اختلاف باقی نہیں رہے گا۔

۸. فتویٰ کی زبان

فقہاء کے اختلافات امت کے لیے رحمت ہیں، زحمت نہیں، اس لیے مختلف فیہ مسائل سے

متعلق فتویٰ صادر کرتے وقت اس بات کی رعایت نہایت ضروری ہے کہ فتویٰ کی زبان ایسی ہو کہ دوسرے نقطہ نظر کا ابطال نہ ہوتا ہو، مختلف فیہ مسائل میں اپنے مسلک کی ترجیح کے لیے دلائل تو ذکر کئے جائیں مگر دبستان فقہ کی دوسری آراء کا بھی احترام ہونا چاہئے، اس سے مسلکی تعصب کی جگہ احتمال پسندی کی راہ ہموار ہوگی، اس موقع پر تابعی جلیل ممتاز فقیر حضرت سفیان ثوری کا یہ جملہ ہمیں دعوت فکروا ہے "اذارایت الرجل یعمل العمل وقد اختلف فیہ وانست نری غیرہ فلا تنہہ" (حلیۃ الاولیاء، ۶/۳۶۸) وقال ایضاً: "لا تقولوا اختلف العلماء فی کذا وقولوا قد وسع العلماء علی الامۃ بکذا" (راہ اعتدال، ۲۳، بحوالہ المیزان الکبری)

۹. وعظ و نصیحت

فتویٰ کی زبان یقیناً ایک قانونی زبان کی طرح ہونی چاہئے، مگر اس کے ساتھ ساتھ خیر خواہی اور شریعت پر عمل کرنے کی تبلیغ سے متعلق بھی چند کلمات فتویٰ کے اخیر میں تحریر کر دینا چاہئے، تاکہ فتویٰ صرف ایک اظہار حکم ہی نہ ہو، بلکہ اسے پڑھ کر مستفتی کے دل میں شریعت پر عمل کا جذبہ بیدار ہو اور عملی زندگی میں وہ اسے برت سکے، معاصرین میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاضی کے فتاویٰ میں خاص طور پر ہمیں یہ نکتہ نظر آتا ہے۔

مسئلہ تکفیر میں احتیاط

کفر عملی ہے اور ایک کفر کلامی اعتقادی ہے، جب تک انکار بضروریات من اللسان نہ ہو اس کے اوپر کفر کا فتویٰ صادر کرنا مناسب نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نعت

یہ شہر رحمۃ للعالمین ہے

مدینے کی زمیں کتنی حسین ہے

کہ ہر ذرہ یہاں ضو آفریں ہے

مدینے جا کے پھر واپس نہ آؤں

سوا اس کے تمنا کچھ نہیں ہے

نہیں جس میں محبت مصطفیٰ کی

وہ کوئی اور شے ہے دل نہیں ہے

ہزاروں شہر و قریہ دیکھ ڈالے

مگر ان کی زمیں ان کی زمیں ہے

جو غارِ ثور میں تھا ساتھ ان کے

وہی دراصل ان کا جانشین ہے

نہ چھوٹے دامنِ تعظیم تابش

یہ شہر رحمۃ للعالمین ہے

(تابش مہدی)

اسلام پوری انسانیت کے لئے دین رحمت ہے

محمد قیصر حسین ندوی

اسلام نام ہے عدل وانصاف کا، اخوت و مساوات کا، شفقت و رحمت کا، مروت و محبت کا، بھائی چارگی و ہمدردی کا، رواداری و فراخ دلی کا، امن و امان کا اور صلح نام کا، اس کا ظلم و ستم، جور و زیادتی، جبر و اکراہ، تشدد و استبداد، دہشت گردی و خونریزی، سفاکیت و بربریت، ناقص جہاد و بے جا قتال سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں بلکہ سراسر رحمت و ہدایت اور امن و آشتی کا پیغام ہے جیسا کہ خود اس کے نام سے عیاں ہے۔

اسلام سلام سے مشتق ہے اسلام اور سلام کی اصل ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک نام سلام بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے (هو الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن) ایک مسلمان جب دوسرے بھائی سے ملتا ہے تو سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتا ہے نماز میں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہی سلام و ہر اتا ہے (السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته) خود نماز میں اپنے اور دوسرے نیک بندوں کے لئے یہی دعا کرتا ہے (السلام عليكم ورحمة الله) نماز کے بعد دعا میں بھی یہی کلمات ہیں۔ (اللهم انت السلام ومنك السلام) حرم مدنی وکی کے ایک ایک دروازہ کا نام بھی باب السلام ہے۔

جنت کا ایک نام بھی دار السلام ہے (الہم

اسلام نام ہے عدل وانصاف کا، اخوت و مساوات کا، شفقت و رحمت کا، مروت و محبت کا، بھائی چارگی و ہمدردی کا، رواداری و فراخ دلی کا، امن و امان کا اور صلح نام کا، اس کا ظلم و ستم، جور و زیادتی، جبر و اکراہ، تشدد و استبداد، دہشت گردی و خونریزی، سفاکیت و بربریت، ناقص جہاد و بے جا قتال سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں بلکہ سراسر رحمت و ہدایت اور امن و آشتی کا پیغام ہے جیسا کہ خود اس کے نام سے عیاں ہے۔

اسلام سلام سے مشتق ہے اسلام اور سلام کی اصل ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک نام سلام بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے (هو الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن) ایک مسلمان جب دوسرے بھائی سے ملتا ہے تو سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتا ہے نماز میں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہی سلام و ہر اتا ہے (السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته) خود نماز میں اپنے اور دوسرے نیک بندوں کے لئے یہی دعا کرتا ہے (السلام عليكم ورحمة الله) نماز کے بعد دعا میں بھی یہی کلمات ہیں۔ (اللهم انت السلام ومنك السلام) حرم مدنی وکی کے ایک ایک دروازہ کا نام بھی باب السلام ہے۔

جنت کا ایک نام بھی دار السلام ہے (الہم

اسلام نام ہے عدل وانصاف کا، اخوت و مساوات کا، شفقت و رحمت کا، مروت و محبت کا، بھائی چارگی و ہمدردی کا، رواداری و فراخ دلی کا، امن و امان کا اور صلح نام کا، اس کا ظلم و ستم، جور و زیادتی، جبر و اکراہ، تشدد و استبداد، دہشت گردی و خونریزی، سفاکیت و بربریت، ناقص جہاد و بے جا قتال سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں بلکہ سراسر رحمت و ہدایت اور امن و آشتی کا پیغام ہے جیسا کہ خود اس کے نام سے عیاں ہے۔

اسلام سلام سے مشتق ہے اسلام اور سلام کی اصل ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک نام سلام بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے (هو الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن) ایک مسلمان جب دوسرے بھائی سے ملتا ہے تو سلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتا ہے نماز میں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہی سلام و ہر اتا ہے (السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته) خود نماز میں اپنے اور دوسرے نیک بندوں کے لئے یہی دعا کرتا ہے (السلام عليكم ورحمة الله) نماز کے بعد دعا میں بھی یہی کلمات ہیں۔ (اللهم انت السلام ومنك السلام) حرم مدنی وکی کے ایک ایک دروازہ کا نام بھی باب السلام ہے۔

جنت کا ایک نام بھی دار السلام ہے (الہم

ہو چکی ہے اور سورہ کھف میں ہے قل الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر)۔ (سورہ کھف آیت ۲۸) اسلام تمہارے رب کی طرف سے آپکا ہے جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے قبول نہ کرے) اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تبلیغ کی تاکید اور تلقین ضروری کی لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ (ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحنقة وجادلہم بالتي هي احسن۔ سورہ نحل آیت ۲۴) اپنے رب کے راستے کی طرف دانشمندی اور اچھی اچھی باتوں کے ذریعہ بلاؤ، اور بہت پسندیدہ طریقہ سے مباحثہ کرو۔ دوسرے مذاہب کے مجرمان باطل کو بھی برا بھلا کہنے سے یہ کہہ کر روکا کہ (ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم) سورہ انعام آیت ۱۰۸) مسلمانو! جو لوگ خدا کے سوا دوسرے معبودان کی پرستش کرتے ہیں ان کو براندہ کہو، یہ لوگ بھی حد سے متجاوز ہو کر نادانی سے خدا کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

قرآن نے صرف والدین، قرابت مندوں، یتیموں اور مسکینوں ہی کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آنے کا حکم نہیں دیا بلکہ قرابت والے پڑوسیوں، اچھی پڑوسیوں، پاس بیٹھنے والوں، مسافروں اور اولو نڈی غلاموں کے ساتھ بہتر سے بہتر اور خوب تر احسان و سلوک کا نہایت تاکید حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے (واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا والجار الحباري والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وماملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالافخورا)۔ (سورہ نساء

آیت ۳۵) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل پڑوسیوں کے بارے میں اتنی مسلسل وصیت کرتے رہے کہ مجھکو خیال ہونے لگا کہ ان کو وراثت میں حصہ دار بنا دیتے۔ (بخاری کتاب الادب باب الوصایا یا الجار) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی اور پڑوسی کے لئے وہی نہ پسند کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔ (الادب المفرد: باب خبر الجيران ج ۱ صفحہ ۲۰۶)

حضرت عبداللہ بن عمر اسی تعلیم پر عمل بھی کرتے رہے ایک بار انہوں نے ایک بکری ذبح کروائی اور اپنے غلام کو ہدایت کی کہ سب سے پہلے پڑوسی کو گوشت پہنچادے ایک شخص نے کہا وہ تو یہودی ہے تو فرمایا یہودی ہے تو کیا ہوا یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا کہ جبریل نے تم کو اتنی مسلسل وصیت کی کہ مجھے خیال ہونے لگا تھا کہ وہ پڑوسیوں کو وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے، ان کے علاوہ بھی بہت سی روایتیں ہیں جن میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفاء کرتا ہوں۔

یہودی اسلام کے سخت ترین دشمن تھے، انہوں نے شروع سے ابھی تک اسلام اور مسلمانوں کے صفحہ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی وہ جانی دشمن تھے مگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یہودی چھوٹی چھوٹی باتوں کی ٹوہ لیتے پھرتے ہیں اور حرام مال کھاتے چلے جاتے ہیں پھر بھی جب

وہ لوگ آپ کے پاس معاملات کا فیصلہ کروانے آئیں تو اگر فیصلہ کیجئے تو انصاف کے ساتھ کیجئے کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کہتا ہے (سفعون للكذب اكالون للسهو فان جاؤك فاحکم بينهم او عرض عنہم وان تعرض عنہم فلن يضروك شيئا وان حكمت فاحکم بينهم بالقسط ان الله يحب المقسطين)۔ (سورہ مائدہ آیت ۴۱)

اسلام نے جنگ کی حالت میں بھی ظلم و ستم اور جور و زیادتی کرنے کی ممانعت کی جو لوگ تم سے لڑیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑو لیکن کسی قسم کی زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (قاتلو افسى سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔ سورہ بقرہ آیت ۸۹)

جنگ کے موقع پر پناہ دینے کی تلقین کی گئی چنانچہ فرمان الہی ہے (وان احد من المشركين استنحارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه ما منه) (سورہ توبہ آیت ۲) اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کے کلام کو سن لے پھر اس کو اس کی جگہ واپس پہنچادو، جنگی دشمنوں سے بدعہدی کرنے سے سخت ممانعت کی گئی۔ (الا الذين عاهدتم من المشركين ثم لم ينقضوكم شيئا ولم يظاهروا عليكم احدا فاتموا اليهم عہدہم الی مدتہم ان الله يحب المتقين)۔ (سورہ توبہ آیت ۳) مشرکین میں سے جن کے ساتھ تم نے عہد و پیمانہ کیا ہے پھر انہوں نے عہد کی پابندی میں کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ کسی کی مدد کی تو ان کے

ساتھ عہد و پیمانہ کی جودت مقرر ہے اس کو پورا کرو جو لوگ بدعہدی سے بچتے ہیں اللہ ان کو دوست رکھتا ہے یہ تمہیں عہد و پیمانہ، امن و امان اور جنگ و جدال سے متعلق قرآنی ہدایات و تعلیمات اگر ان کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عملی زندگی میں دیکھئے پیغمبر اسلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عام ہمدردی، بے مثال فراخ دلی اور رواداری کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ انسانوں کی کوئی بستی اور نبی آدم کا کوئی گھر انہ اس سے خالی نہیں۔

عدل گستری، انصاف پروری، فراخ دلی اور رواداری، حسن معاملہ کنز و رورں پر رحم و کرم، بچوں اور بوڑھوں کا خیال، عورتوں، اور معذروں کا لحاظ، امن و امان، سکون الطمینان اور صلح نام کے زمانہ میں ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ کرتی ہے لیکن میدان جنگ میں دشمنوں کے ساتھ نرمی و ہمدردی، حسن سلوک، بچوں اور بوڑھوں پر رحم معذروں کا خیال عورتوں کا لحاظ صرف اور صرف اسلام کی خصوصیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز ہے۔ کسی دوسری قوم یا دوسرے مذہب میں نہیں پایا جاتا، کیونکہ میدان جنگ میں خون خونریزی پر آمادہ کرتا ہے اور دشمنی بغض و حسد اور کینہ کی آگ کو بھڑکاتی ہے۔ اگر تاریخ نے اسلام کی اس منفرد بے نظیر خصوصیت اور نبی اکرم کی اس معجزانہ امتیاز کو ایسے اعتقاد و وثوق سے نہ بیان کیا ہوتا جس میں شک و شبہ کی کوئی مجالش باقی نہیں رہ جاتی ہے تو ان واقعات کو عجائب زمانہ، فرسودہ کہانیوں اور خرافاتی باتوں سے زیادہ اہمیت نہ دی جاتی۔

سراقہ بن جہشم جس نے انعام کی لالچ میں

آپ کو ہجرت کے وقت قتل کرنا چاہا تھا فتح مکہ کے بعد وہ اسلام لاتا ہے لیکن آپ اس سے یہ بھی نہیں پوچھتے ہیں کہ تمہارے اس دن کی سزا کیا ہوگی؟ ابوسفیان اسلام اور مسلمانوں کا سخت ترین جانی دشمن جس نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا جو بدر، احد، خندق، وغیرہ کا سرخند تھا جس نے کتنے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جس نے خود کئی بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کیا لیکن فتح مکہ سے قبل جب حضرت عباسؓ کے ساتھ آپ کے سامنے آتا ہے تو آپ نہ صرف معاف فرماتے ہیں بلکہ یہ عزت اور مقام بھی دیتے ہیں کہ (من دخل دار ابی سفیان فقد امن) جو بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ مومن ہے۔

فتح مکہ کے بعد حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی آپ کے آستانہ پر حاضر ہو جاتا ہے حضور دیکھتے ہیں آنکھیں نیچی کر لیتے ہیں، پیارے بچا کی شہادت کا منظر سامنے آ جاتا ہے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں قاتل سامنے موجود ہوتا ہے مگر صرف یہ ارشاد ہوتا ہے وحشی میرے سامنے نہ آیا کرو شہید بچا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

آپ نے کبھی کفار و مشرکین کو برا بھلا نہیں کہا ہمیشہ انکی ہدایت کی دعا کرتے رہے کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ حق و باطل کو نہیں پہچان سکے، غزوہ احد میں مشرکین کے مظالم سے نکل آ کر صحابہ نے آپ سے ان کے لئے بددعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا "انہی لم ابعث لعاناً ولکنی بعثت داعیة ورحمة اللہم اھلہم فانہم لا یعلمون" میں سخت کرنے کے لئے نہیں

بھیجا گیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتی۔ ایک صحابی نے قبیلہ ثقیف کے حق میں بددعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اللہم اھلہم ثقیفوا و ات بہم اے اللہ قبیلہ ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس پہنچا۔ (السیرة النبویة لابن حشام صفحہ ۳۲۳ ج ۲)۔

آپ نے جنگی قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کیا اور بدر کے قیدیوں کو مسلمانوں میں اس وصیت کے ساتھ تقسیم کر دیا استوصوا بسا الاسری خیراً قیدیوں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرو۔

بدر کے مشرک قیدیوں میں ایک تعداد زخموں کی تھی ان کے ساتھ مسلمانوں نے اہمال اور بے توجہی کا معاملہ نہیں کیا بلکہ مسلم زخموں کی طرح سلوک کیا ان کا پورا خیال رکھا ان کی تیمارداری کی، کیونکہ یہ ایک انسانی مسئلہ تھا اور اسلام پوری انسانیت کا دین ہے یہی نہیں بلکہ مشرک نعشوں کو بھی کھلے میدان میں نہیں چھوڑا بلکہ شہداء کی طرح ان کو دفن کیا۔

رحمت عالم کے قبضہ میں جب پورا جزیرہ عرب آ گیا تو نجران کے عیسائیوں کے ساتھ پہلا معاملہ ہوا آپ نے ان کو یہ حقوق دئے کہ نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمینیں، ان کا مال ان کے حاضر و غائب، ان کے قافلے ان کی مورثیں اللہ کی امان اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہیں، ان کی موجودہ حالت میں کوئی تفرقہ نہ کیا جائے گا اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی، ورنہ مورثیں بگاڑی جائیں گی، کوئی استغف یا راہب اپنے عہدہ سے نہ ہٹایا جائے گا ان

کے زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ نہ لیا جائے گا نہ قومی خدمت لی جائے گی نہ ان پر عیش لگایا جائے گا اور نہ اسلامی فوج ان کی سرزمین کو باہال کرے گی نہ ان پر ظلم ہوگا..... جب تک وہ لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے ان کے ساتھ جو شرائط کئے ہیں ان کی پابندی کی جائے گی ان کو ظلم سے کسی بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (فتوح البلدان للبلذری صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر و دین رحمت شائع کردہ دارالمصنفین صفحہ ۲۸۸ ج ۲) بحوالہ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمانوں کی مذہبی روداری (صفحہ ۵) سیرت کی کتابوں میں ایسے واقعات کی انتہا اور نہ مثالوں کی کمی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات اور تعلیمات پر صحابہ کرام کا بھی عمل رہا حضرت ابو بکر کے عہد میں حضرت خالد نے حیرہ فتح کیا تو اہل حیرہ کو یہ ضمانت دی گئی کہ ان کی خائفانہ اور گرجے نہ ڈھائے جائیں گے اور نہ ان کے عید کے دن ان کو ناقوس بجانے اور صلیبیں ٹکانے سے روکا جائے گا۔

حضرت عمرؓ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو وہاں کے عیسائیوں کو یہ حقوق دئے کہ ان کی جان کی امان ہوگی، ان کے گرجوں میں سکونت نہ اختیار کی جائے گی، نہ وہ گرائے جائیں گے، اور نہ ان کو اور ان کے احاطوں کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، نہ مذہب کے معاملہ میں ان پر جبر کیا جائے گا، نہ ان کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، (طبری ج ۵ صفحہ ۲۳۰) بحوالہ ہندوستان کے صفحہ ۷)۔

حضرت علیؓ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا حضرت علیؓ نے قاتل کو قتل کرنے

کا حکم دے دیا مگر مقتول کے بھائی نے خون بہا لے کر قاتل کو معاف کر دینا چاہا تو حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا کہ تم جانو تمہارا کام جانے جس کی ذمہ داری ہم پر ہے اس کا خون ہمارے خون کے برابر اور اس کی دیت ہماری دیت کے برابر ہے۔ (سنن بیہقی ج ۸ صفحہ ۳۳۶ رحمت صفحہ ۲۳۶) بحوالہ ہندوستان صفحہ ۷)۔

ملک شام میں تاتاریوں کی جنگ میں بہت سے مسلمان، نصرانی اور یہودی ان کے ہاتھوں قیدی بنائے گئے، تو علامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تاتاریوں کے امیر سے ان قیدیوں کو آزاد کرنے کے سلسلہ میں بات چیت کی امیر نے صرف مسلمان قیدیوں کو آزاد کرنے کی آمادگی ظاہر کی لیکن علامہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہارے پاس جتنے بھی مسلم، نصرانی، یہودی قیدی ہیں سبھی کی آزادی ضروری ہے اس لئے کہ یہود و نصاریٰ کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے اور ہم کسی بھی مسلم ذمی کو قیدی نہیں

رہنے دیں گے۔ (بحوالہ من روائع حضارتنا۔ شیخ مصطفیٰ السباعی ۱۰۳)۔

صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی کے اہل غرب کے ساتھ ہمدردی، رحمہ، انسانی دوستی، فراخ دلی، اور روداری کے ایسے قصے اور واقعات ہیں کہ اگر اہل غرب خود ان کی روایت نہ کرتے تو شاید وہ فرسودہ اور بے اصل کہانیاں سمجھے جاتے اور مورخ پر یہ الزام لگایا جاتا کہ اس نے ان واقعات کو بڑھا چڑھا کر نہایت مبالغہ سے بیان کیا ہے تھائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اہل غرب خود بیان کرتے ہیں کہ صلاح الدین کو اطلاع ملی کہ صلیبی حملوں کا سب سے بڑا بہادر کمانڈر "ریچرڈ بیار" ہے تو اس نے اپنے خاص معالج کو ایسے سیوہ جات دیکر اس کے علاج و معالجہ کے لئے بھیجا جن کا حصول ان کے لئے اس وقت دشوار ہی نہیں بلکہ محال تھا، حالانکہ

دولوں کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری تھی اور دونوں کی فوجیں ایک دوسرے سے برس پیکار تھیں۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک مغربی عورت روتی چلاتی، سسکتی، بلبلاتی صلاح الدین کے خیمہ کے سامنے ڈھیر ہو گئی اور اس نے شکایت کی کہ ان کے فوجیوں نے میرے بچے کا اغواء کر لیا ہے یہ سن کر صلاح الدین رو پڑے اور فوراً فوجیوں کو بھیجا اور اس کو بچے کے ساتھ فوج کی حفاظت اور نگرانی میں نہایت امن اومان کے ساتھ اس کی چھاونی میں پہنچا دیا (بحوالہ من روائع حضارتنا السباعی صفحہ ۲۰۵ اسلام کی ان تعلیمات اور روایات کا التزام و پابندی ہندوستان کے مسلم حکمرانوں نے بھی کی جن کی مثالیں آپ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ۔

☆☆☆☆☆

یقین

آتی نہیں ہے شرم تجھے اے خدا پرست
جی میں ترے ہزاروں گزرتے ہیں دوسو سے
تجھ سے ہزار مرتبہ بہتر ہے بت پرست
وہ مانگتا بتوں سے مرادیں ہے عمر بھر
آتا نہیں یقین میں اُس کے کبھی قصور
تو بندہ غرض ہے۔ وہ راضی رضا پہ ہے

دل میں کہیں نشاں نہیں تیرے یقین کا
ہوتی نہیں قبول تری اک اگر دعا
جس کا یقین ہے تیرے یقین سے کہیں سوا
گو حاجت اس کی ان سے ہوئی ہے نہ ہو روا
امید اس کی روز فزوں ہے اور انتہا
وہ ہے کہ یہ ہے بندگی؟ اے بندہ خدا

(مولانا الطاف حسین حالی)

دین پر عمل میں اعتدال و میانہ روی

محمد خالد ندوی

عن ابی سعید الخدری انه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یحییٰ نوح وامتہ، فیقول اللہ تعالیٰ هل بلغت، فیقول نعم ای رب، فیقول لامتہ هل بلغتکم؟ فیقولون لا ما جاءنا بنی فیقول لنوح من یشہدک، فیقول محمد وامتہ، فنشہد انہ قد بلغ وهو قولہ حل ذکرہ، وکذلک جعلتکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح اور ان کی قوم (قیامت کے دن) پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت نوح سے فرمائیں گے کہ اے نوح کیا تم نے (پیغامِ توحید) پہنچایا، تو وہ کہیں گے ہاں، اے میرے رب، پھر اللہ تعالیٰ ان کی قوم سے سوال کریں گے، کیا تم تک انہوں نے پیغامِ حق پہنچایا، وہ کہیں گے بالکل نہیں ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، اس پر اللہ تعالیٰ حضرت نوح سے فرمائیں گے تمہارے پاس کوئی گواہ ہے، تو وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم گواہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ہم گواہی دیں گے، کہ انہوں نے اپنا پیغام اپنی امت تک پہنچا دیا تھا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کا، وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُونُوا الرَّسُولَ عَلَيْكُمْ شَهِدًا.

وسط و اعتدال کی تعریف و فوائد

امام طحاوی نے فرمایا ”زین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کا ایک ہی دین ہے وہ دین اسلام ہے جو کہ غلو و مبالغہ اور تقصیر و نقص کے درمیان ہے۔

وسط کے اندر خیر اور بھلائی کا پہلو ہوتا ہے، ہر اچھی صفت دو انتہاؤں کے درمیان ہوتی ہے، سخاوت بخل اور بچا خرچ کے سچ کی چیز ہے، بہادری، بزدلی اور لاپرواہی میں جان گنوانے کے درمیان ہوتی ہے، علماء نے وسط و اعتدال کی یہ تفصیل بیان کی ہے کہ مسلمان میانہ روی اور درمیانی راہ پر چلے، اپنے قول و فعل میں کسی انتہا پر نہ پہنچ جائے، نہ کہ توحد سے دور نکل جائے، یا پھر حق ہی ماریٹھے، دوسرے لفظوں میں افراط و تفریط سے اپنے کو محفوظ رکھنا اس امت کی سب سے بڑی علامت و شناخت ہے، جب تک امت اپنی اس امتیازی شان کو باقی رکھے گی اس کا شخص باقی رہے گا، دوسری امتوں کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب یہی ہوا کہ وہ راہ اعتدال و صراطِ مستقیم پر زیادہ عرصہ نہ چل سکیں۔

مولانا عبد الماجد دریا بادی راہ اعتدال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”یعنی وہ راہ جس میں کوئی کمی نہیں، کوئی اونچ نیچ نہیں، کہیں خمور کٹنے کا احتمال نہیں، مراد اس سے شریعت ہے کہ یہی زندگی کا مکمل نظام ہے، زندگی کے

ہر گوشہ اور ہر شعبہ میں ایک مکمل دستور حیات ہے، اور اس پر چلتے رہنا فرد جماعت دونوں کے حق میں دنیوی اور اخروی اعتبار سے فلاح ہی فلاح ہے۔

اعتدال و وسطیت، خوبیوں، نیکیوں اور فضائل اعمال کا محور و مدار ہے، امت اسلامیہ کا سب سے امتیازی نشان ہے، اس راہ پر چلنے والا آسمان کا شکار نہیں ہوتا، عمل خیر میں مداومت اور یر پائی کی عظیم نعمت حاصل ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان میں اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اگر تم دین پر عمل کرنے میں دین سے لڑ پڑو گے تو دین تمہیں اٹھا کر شیخ دے گا” لن یشاد اللہین احد الا غلبہ“ قرآن مجید نے قوموں اور پچھلی امتوں کی مثالیں دے دے کر بتایا ہے کہ راہ اعتدال سے ہٹنے کا انجام کیا ہوتا ہے، ایک چوتھائی سے زائد قرآن مجید میں انہیں قوموں کا ذکر ہے جو گمراہ صرف اس لیے ہوئیں کہ راہ اعتدال ان کی کھوئی ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی بہت تاکید فرمائی ہے، ایک بار تین طرح کے حضرات نے آپ کا معمول معلوم کیا تو انہیں کم لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت بہت زیادہ اس لیے نہیں کرتے کہ آپ بخشنے بخشائے ہیں، ان میں ایک صاحب نے کہا کہ میں ساری رات نماز ہی پڑھا کروں گا، دوسرے صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھنے کا معمول بناؤں گا، تیسرے صحابی نے کہا میں عورتوں کا منہ نہیں دیکھوں گا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: میں تم سے زیادہ اللہ کا ڈر اور تقویٰ دل میں رکھتا ہوں پھر بھی میرا معمول یہ ہے کہ میں روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا، نمازیں رات میں اٹھ کر پڑھتا اور سو بھی جاتا ہوں، شادی بیاہ بھی کرتا ہوں، تو سن لو جو میری سنت سے دور ہاؤ مجھ سے دور رہا۔

☆☆☆☆☆

سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: نماز جنازہ کے لئے کوئی طحطاویٰ لکھا ہے۔

جواب: میت اور جنازہ پاک ہو تو جس مقام پر جنازہ رکھا گیا ہے اس کا ناپاک ہونا معتبر نہیں۔ نماز درست ہے، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں صراحت ہے کہ نماز جنازہ درست ہونے کے لئے اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے جہاں جنازہ رکھا گیا ہو۔ البتہ بہتر تو یہی ہے کہ جنازہ پاک جگہ میں رکھنے کی کوشش کرے۔

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک جگہ نماز جنازہ ہوئی۔ جنازہ اٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ نیچے جگہ تھقی اور یہ تراوٹ گائے بیہینس کے پیشاب کی وجہ سے تھی۔ سوال یہ ہے کہ نماز درست

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک جگہ نماز جنازہ ہوئی۔ جنازہ اٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ نیچے جگہ تھقی اور یہ تراوٹ گائے بیہینس کے پیشاب کی وجہ سے تھی۔ سوال یہ ہے کہ نماز درست

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

تین روزہ، بعض جگہ دس روز اور بعض جگہوں میں ایک ماہ تک نعش خراب نہیں ہوتی ہے۔ لہذا نعش کے خراب ہونے اور پھٹ جانے کے بعد نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (المحرم الرائق ۱۸۲۲)

سوال: ہاسپٹل میں بعض بچے زچگی کے وقت مردہ پیدا ہوتے ہیں، بسا اوقات عورت کی حالت خراب ہونے اور وہاں سوائے ایک دو تہ روزہ کے کوئی نہیں ہوتا ہے۔ نرس بچے کو غسل دیکر کفن پہنا دیتی ہے۔ پھر اسے مسلم قبرستان میں دفن کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ غیر مسلم نرس کا دیا ہوا غسل کافی ہو جائے گا؟ یا دوبارہ غسل دینا پڑے گا؟

جواب: بچہ اگر مردہ پیدا ہوا تو مفتی بقول یہ ہے کہ اسے غسل دیا جائے گا اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا البتہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (فتاویٰ ہند یہ ۱۵۹/۱)

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر کسی مسلمان کی نماز جنازہ کے بغیر تدفین ہو جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی لیکن یہ اس وقت تک ہو سکتی ہے جب تک کہ نعش خراب ہونے اور پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو، نعش پھٹنے کی کوئی مدت متعین نہیں بلکہ اس کا مدار میت کے جثہ، موسم، اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر ہے۔ بعض جگہ

سوال: ایک نامعلوم شخص کا مڑک پر نرک سے اس کیڈنٹ ہو گیا، پولیس والوں نے کارروائی کر کے لاش دفن کروادی، بروقت کسی مسلمان کے نہ ملنے کی وجہ سے نمازہ جنازہ نہیں پڑھی گئی، بعد میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان کی لاش تھی، کیا بعد میں اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

☆☆☆☆☆

عالمی خبریں

ترتیب..... مسلمان یم ندوی

تصور کرتے ہیں۔ جاپان بھی فرانس کی طرح لوہی مقام

دین کے ساتھ لگانو

دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے مادیت کا سہارا

تاگزیر ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان محض مادی

سہاروں کو سب کچھ سمجھ لے اور ایمانیات سے کنارہ کشی

اختیار کر لے، مگر موجودہ صورت حال تقریباً یہی بتلائی

ہے کہ مادیت کا ذہنوں پر غلبہ ہے، دنیائے انسانیت کا

اس کے اپنے دین و مذہب کے ساتھ تعلق محض رہی باقی

رہ گیا ہے۔ عام انسانی سوچ کا اس پہلو سے جائزہ لینے

کی غرض سے امریکی ادارے گلوب نے ایک عالمی

سروے کا اہتمام کیا تھا جس میں دین و مذہب کی تفریق

کے بغیر عوام الناس کے ہر طبقے سے دین کے ساتھ ان

کے تعلق کی نوعیت اور دین کی ان کی زندگی میں اہمیت

دریافت کی گئی تھی۔ نتیجہ کے مطابق عالمی سطح پر مصری عوام

سب پر اس معاملے میں سب سے زیادہ اہمیت ہے، چنانچہ مصر

کے صدیقی صد لوگوں نے دین کے ساتھ گہری وابستگی کا

اقرار کیا ہے جب کہ افریقی ملک کانگو کے 98 فیصد افراد

نے دین کو زندگی میں نہایت اہم قرار دیا ہے۔ واضح

رہے کہ کانگو میں 90 فیصد افراد عیسائی ہیں اور 10 فیصد

مسلمان ہیں، جب کہ شمالی یورپ کے ایک چھوٹے سے

ملک اسٹونیا کے افراد دین کے معاملے میں سب سے

پچھے رہے، ان کی صرف 14 فیصد تعداد دین کو زندگی

میں اہم قرار دیتی ہے، اسی طرح دین سے لاتعلقی رکھنے

والے ملکوں میں فرانس کا نواں مقام بتلایا گیا ہے،

فرانس کے صرف 25 فیصد افراد دین کو زندگی میں اہم

وزیر جمال عباس کے اس اعلان کے بعد آیا ہے جس میں

وزیر موصوف نے مرسیلیہ میں فرانس کی سب سے بڑی

مسجد کی تعمیر کا اعلان کیا تھا، جس میں بیک وقت دو ہزار

مسلمان نماز ادا کر سکیں گے، اس مسجد کی تعمیر پر

تقریباً 8 ملین یورو خرچ ہوں گے، جس کو مختلف اصحاب

خیر سے جمع کیا جائے گا۔

امید ہے کہ یہ مسجد مغرب پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

ظاہر ہے کہ مغربی ملکوں میں اسلام کی اشاعت

اس کے مخالفین کے لیے خوف و حیرت کا باعث بنی ہوئی

ہے، ایک جانب اسلام مخالف قوتیں آزادی رائے

سمیت ہر اس قسم کی آزادی کے داعی ہیں جو انسانیت

کو اس کے جانے سے باہر کر دے، اخلاقیات

اور ایمانیات کا تو ان کی ڈکٹری میں ذکر ہی نہیں، اب

رہے عقائد، اس میں بھی وہ آزادی کے بھرپور مؤید ہیں،

بشرطیکہ ان عقائد کا تعلق اسلام سے نہ ہو، یہاں ان کی

آزادی کے جذبات سکڑ کر رہ جاتے ہیں۔

ضمومالیہ میں شرعی قوانین کا نفاذ

صومالیہ کی حال ہی میں منتخب شدہ حکومت کی کاہنہ

نے بغیر کسی تردد کے اس بل کی منظوری دے دی جس کی رو

سے ملک میں امن و امان کو قائم کرنے، غربت و افلاس

کو دور کرنے اور مستحکم بنیادوں پر ملکی اداروں کو مضبوط کرنے

کے لیے اسلامی شرعی قوانین کو ملک کا اولین دستور تصور کیا

جائے گا، دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اب

صومالیہ میں بھی مسلمانوں کی نہیں بلکہ اسلامی حکومت قائم

کی جائے گی وگرنہ دنیا میں مسلمان حکومتیں تو ان گنت

ہیں۔ شاید 56 سے زیادہ ہی ہوں۔ مگر ایک آدھ کے علاوہ

تقریباً تمام مسلمان ممالک اسلامی ملک تو کہلاتے ہیں

مگر ان ملکوں کی حکومتوں کو اسی قدر اسلام سے خصوصاً شرعی

قوانین سے ڈر اور خوف لاحق ہے، لہذا ایسے ممالک میں

مسلمان آباد تو ہیں مگر آزاد نہیں۔ بہر حال صومالیہ کے

وزیر اطلاعات نے اس بات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ

ہیں کاہنہ کی منظوری تو مل چکی ہے مگر اس بل کو پارلیمنٹ

میں منظوری حاصل کرنے کی غرض سے پیش کیا جائے گا،

واضح رہے کہ صومالیہ میں گزشتہ کئی سالوں سے جاری خانہ

جنگی نے ملک کے انفراسٹرکچر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے،

داخلی سطح پر قبائلی تصادم اور خارجی طور پر انتھوپیا کے ساتھ

ہونے والی سرحدی جھڑپیں اس کا بنیادی سبب تھیں، جواب

بجاء اللہ ختم ہو چکی ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل اس

ملک کو گزشتہ چند ماہ قبل انتخابات کے انعقاد کا موقع ملا

اور منتخب صدر شریف شیخ احمد نے ملکی اتحاد کو برقرار رکھنے

اور قبائلی تصادم کو روکنے کی غرض سے اسلامی قوانین کے نفاذ

کے مطالبہ کو بغیر کسی تاخیر کے تسلیم کر لیا۔

کیلو فورنیا میں پہلی مسجد کی

تعمیر مکمل

ایک اطلاع کے مطابق امریکی شہر کیلو فورنیا کی

تاریخ میں پہلی مرتبہ مستقل مسجد کی تعمیر کا منصوبہ تکمیل

کے قریب پہنچ چکا ہے، اس شہر میں آباد مسلمان جو ابھی

تک جنگی فون سے متعلقہ اکیڈمی میں نماز جمعہ وغیرہ کا

اہتمام کیا کرتے تھے، اس مستقل مسجد کی تعمیر میں

انتھک جدوجہد کر رہے ہیں، حالیہ مسجد کے امام

صاحب کا کہنا ہے کہ 2009ء کے اختتام تک اس

مسجد کی تعمیر مکمل کر دی جائے گی۔

اس کا قابل ذکر پہلو یہ بھی ہے کہ جب سے اس

مقام پر مسجد کی تعمیر کے کام کا آغاز ہوا ہے،

اکثر مسلمان مسجد کے قریب رہائش پذیر ہو رہے ہیں،

اس طرح مسجد جو مسلمانوں کی اجتماعیت کی علامت

ہے، اس کی عملی شکل بھی سامنے آ رہی ہے۔

فرانس میں ہر سال 50 ہزار افراد کا

قبول اسلام

فرانسیسی میگزین جون افریک کی اطلاع کے

مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ

پر مشتمل کتاب الاربعین لنووی کو اس سال سارے

فرانس میں سب سے زیادہ تعداد میں خریدی جانے والی

کتاب قرار دیا گیا ہے۔ فرانسیسی زبان میں احادیث

کے ترجمہ اور ان کی مختصر تشریح پر مشتمل اس کتاب کی اس

قدر فروخت سے درحقیقت فرانسیسی باشندوں کی اسلام

خصوصاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے ساتھ

ان کی خصوصی دلچسپی اور احادیث کے ذریعہ اسلام کو سمجھنے

کی کوشش کا نمایاں اظہار ہوتا ہے۔

میگزین کے مطابق 2009ء کے بعد مغربی

ممالک میں جب تہذیبوں کے مابین تصادم کا ماحول

پیدا کیا گیا تو مغربی عوام کی ایک بڑی اکثریت خود بخود

دین اسلام کو قریب سے دیکھنے اور اس کی تعلیمات کو

سمجھنے کی جانب توجہ کرنے لگی اور نتیجہ یہ نکلا کہ مذکورہ

میگزین کی رپورٹ کے مطابق صرف فرانس میں

ہر سال 50 ہزار غیر مسلم دائرۃ اسلام میں داخل ہونے

لگے اور اسلام فرانس کا دوسرا بڑا دین قرار پایا۔

الحمد للہ اس خبر کا ایک خوش کن پہلو یہ ہے کہ

مغربی ممالک میں ابھی تک اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل

کرنے کے لیے قرآن و حدیث ہی کو واحد ذریعہ سمجھا

جاتا ہے، اگر خدا نخواستہ وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت

کو دیکھے کہ اسلام کو سمجھنا چاہتے تو شاید اسلام سے قریب

کے بجائے دور ہوتے، برصغیر سے تعلق رکھنے والے

مسلمانوں کی اکثریت خواہ وہ مغربی ملکوں میں آباد

ہوں یا اپنے آبائی ملکوں میں، اپنے دینی اور مذہبی

پیشواؤں کے خیالات اور افکار ہی کو دین کی فہم اور سمجھ

حاصل کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ ان

کی اکثریت قرآن و حدیث سے لاتعلقی ہو چکی ہے،

ان میں شاید ہی 2 فیصد مسلمان آپ کو ملیں گے جنہوں

نے احادیث نبویہ پر مشتمل اس مختصر اور نہایت مفید

کتاب اربعین نوویہ کو دیکھا یا اس کا نام سنا ہو۔ نیز اس

خبر سے قارئین کو اس بات کا اندازہ بھی ہوا ہوگا کہ دین

اسلام تصادم نہیں، مفاہمت کا طلبگار ہے، چنانچہ 2009ء

کے بعد غیر مسلم حلقوں میں اسلامی کتابوں کے مطالعہ کا

رجحان زور پکڑ رہا ہے، اسی قدر اسلام کے دائرے میں

داخل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ بھی دیکھا

جا رہا ہے، اسلامی تعلیمات پر عمل کا مزاج اگر اس سے

مختلف ہوتا تو آج نتائج بھی مختلف سامنے آتے۔

بحرین میں ہر سال 1600 افراد کا

قبول اسلام

بحرین کے اسلامی مرکز Discover

Islam کے مدیر خالد سالم نے اپنے ایک حالیہ بیان

میں بتلایا کہ مرکز کی جانب سے دعوتی و تبلیغی کوششوں کی

بدولت ہر سال ملک میں چار سو سے زیادہ غیر مسلم افراد

دائرۃ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، صرف گزشتہ رمضان

المبارک میں 17 افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان

کیا۔ مرکز کی جانب سے ملک میں مقیم غیر ملکی افراد نیز

وزٹ پر آنے والے غیر ملکیوں کے لیے خصوصی دعوتی

کمپنیاں بنایا گیا ہے، جس کے تحت ہر سال تقریباً 12 لاکھ

غیر مسلم افراد مرکز میں اسلام سے متعلق استفسار کی غرض

سے آرہے ہیں، دائرۃ اسلام میں داخل ہونے والوں

کے لیے مرکز کی جانب سے حج بیت اللہ کی ادائیگی

کا انتظام بھی کیا جاتا ہے تاکہ دین کا عقیدہ اور اس کا صحیح

مفہوم ان کے ذہنوں میں جاگزیں ہو سکے۔ گزشتہ سال

اس پروگرام کے تحت مرکز کی جانب سے 52 نو مسلم افراد

کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کا موقع فراہم کیا گیا، دوران حج

بیت اللہ مرکز احمد الفلاح الاسلامی کی جانب سے مکہ مکرمہ

اور مدینہ منورہ میں نو مسلم حضرات کے لیے تعلیمی اور ثقافتی

پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں۔

منگور کے دو دن اور جھانسی کا ایک دن

محمود حسن حسنی ندوی

بھنگل سب سے منگور

۱۰ فروری ۲۰۰۹ء منگل کو دس بجے

(دن) کے بعد منگور کے لیے بھنگل سے روانگی

ہوئی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد واضح رشید صاحب، مولانا

سید عبداللہ حسنی صاحب وغیرہ کو الوداع کہنے کے

لیے بھنگل انڈیا پڑا تھا، اور پھر بھی کچھ لوگ فرط محبت

میں منگور تک ساتھ گئے، مولانا الیاس صاحب،

خواجہ صاحب، مولانا شعیب صاحب، مولانا مقبول

صاحب، مولانا اسامہ صاحب، مولانا بشیر صاحب

وغیرہ، حضرت مولانا مدظلہ نے مولانا عبید اللہ

ابوبکر ندوی کی کنڈلوری دعوت قبول فرمائی تھی مگر آند

کے تھے، اس کی تخانی راستہ میں اس طرح کی کہ ظہر

کا وقت کنڈلور میں گزارا اور ان کے تعلیمی و دعوتی

کاموں پر اطمینان ظاہر کیا، اور خوش ہوئے، مولانا

عبداللہ حسنی صاحب دوسری گاڑی میں تھے وہ

سیدھے منگور گئے۔

منگور میں

پہلے کوڑیال بندر کے نام سے جانے والا علاقہ

اب منگور کے نام سے جانا جاتا ہے، اور بڑا تجارتی

دیکھو پڑا شہر ہے، ساحل سمندر پر واقع اس شہر کو تین

طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہے، جس سے اس کا

حسن دو بالا ہو جاتا ہے، رات میں اس کی جگہ گھٹ

عروس البلاد ممبئی کی یاد دلاتی ہے، مشہور بزرگ

حضرت شاہ ابوسعید حسنی تلمیذ و مرید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند و خلیفہ اور حضرت سید احمد شہید کے ماموں شاہ ابواللیث اسی شہر کے کسی کنارے پر مدفون ہیں، صاحب نزہت الخواطر کے الفاظ ہیں: مسافر الی الحجاز حج وزار و جمع الی الہند واقسام بولایہ مدراس "میسور" زمانہ طویلا حتی مات وقبرہ فی "کوریال بندر" علی ساحل البحر" (نزہۃ الخواطر، ۲۳/۷) انہوں نے ۱۲۰۸ھ میں وفات پائی تھی، یہ زمانہ سلطان ٹیپو شہید کا تھا اور سلطان ان کے والد کا بڑا عقیدت مند بلکہ مرید تھا، اس لیے ہم لوگوں کے لیے منگور میں ایک خاندانی کشش بھی ہے۔

اقراء عربک اسکول

اسی خاندان لیشی وسعیدی کے یادگار سلف اور عظیم مصلح مفکر و داعی مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی یادگار میں یہاں ایک سوسائٹی یہاں کے مشہور بلند سید سیری صاحب نے قائم کی ہے، اور اقراب عربک اسکول اسی کے زیر انتظام چلا رہے ہیں، برادر محمد سالم خلیفہ بھنگلی ندوی مہتمم ہیں اور معاونین میں داؤد خلیفہ بھنگلی ندوی، عیسیٰ بھنگلی، فیضان جامعی، الطاف ندوی، مظہر ندوی اور دوسرے حضرات ہیں، حفظ قرآن کا بہترین نظم ہے، اس کے ساتھ دینی تعلیم، عربی تعلیم اور دوسری زبانوں انگلش، اردو اور مقامی زبان کنڑ بھی سکھائی جاتی ہے، حدیثیں اور دعائیں یاد کرائی جاتی ہیں، نماز کی عملی مشق،

خطابت اور مضمون نویسی کے ذریعے تربیت بھی کی جاتی ہے، یہ کام بزم ابوالحسن کے تحت لیا جاتا ہے، بچہ حفظ کر کے بہ آسانی اسکول کی تعلیم آگے بڑھا سکتا ہے، یا عالمیت میں داخلہ لے سکتا ہے، اس کے علاوہ شبینہ مکاتب (ایویٹنگ کلاسز) باقاعدہ ترتیب کے ساتھ اور یونی فارم کے ساتھ چلتے ہیں، عصر سے مغرب تک ایک کلاس، مغرب تا عشاء دوسرا کلاس اسکولی طلبہ کا ہوتا ہے، ڈھائی تین سولہ بڑے ذوق شوق سے اور فیس دے کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ ماہانہ کلاسز کالج کے بچوں کے لیے الگ الگ عنوان پر لگائے جاتے ہیں، جس میں دسویں کلاس کے بعد کے طلبہ شریک ہوتے ہیں، سالانہ سرکمپ طلبہ و طالبات کے لیے الگ الگ انتظام کے ساتھ شہر میں قائم کئے جاتے ہیں، جس سے شہری بچوں کو کم مدت میں بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے، اسکول کے قیام کے بعد سے اب تک پندرہ بچے حافظ ہو چکے ہیں، کچھ بچے عالمیت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور کچھ کالجوں میں، مگر ان کا رابطہ مدرسے سے مضبوط ہے اور صحیح دینی فکر و شعور کے ساتھ وہ کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مدرسہ کا پروگرام طے کر لیا گیا تھا اس میں طلبہ نے کچھ نمونے پیش کئے، مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے قرآن مجید کے تعلق سے خصوصی گفتگو فرمائی اور اس سے تعلق بڑھانے کو کہا اور فرمایا کہ اسی میں امت کی ترقی کا راز پنہاں ہے، بچوں کے تعلیمی پروگرام کی بھی تعریف کی، جس میں ایک ننھے ننھے بچے نے سورہ فاتحہ مع ترجمہ کے بڑے موثر انداز میں سنائی، مولانا الیاس بھنگلی ندوی نے درد بھرے لہجہ میں موجودہ حالات کے تناظر میں ارتداد کے خطرہ کی طرف توجہ مبذول کرائی، اور ان سخت

حالات میں اپنی اولاد کے لیے بنیادی دینی تعلیم کے حصول کو ضروری قرار دیا، کہ ارتداد کا مقابلہ اسی کے ذریعہ ممکن ہے، جلسہ کو اسکول کے بانی جناب سید سیری صاحب نے بھی خطاب کیا، آخر میں صدر جلسہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے جو کہ اسکول کے سرپرست بھی ہیں خطاب کیا اور کہا کہ "مسلمانوں پر خراب حالات ان کی ایمانی کمزوری اور اخلاقی انحطاط کی وجہ سے آتے ہیں، مدرسے اسی لیے قائم کئے جاتے ہیں، تاکہ بچوں کے اندر بنیادی دینی تعلیم مضبوط ہو جائے، اور لوگوں سے کہا کہ ایسے مدرسوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں، جہاں عقیدہ درست کرایا جاتا ہو، اور مناسب ڈھنگ سے زندگی کا طریقہ بتایا جاتا ہو، اسی مدرسہ اسکول کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں اعلیٰ تربیتی نظم کا بھی اہتمام ہے۔

آخر میں حضرت مولانا مدظلہ کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔

ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب کے مکان پر

ڈاکٹر صاحب موصوف ندوہ اور اکابر ندوہ سے والہانہ تعلق رکھتے ہیں، ان کی دعوت کو قبول کیا گیا، انہوں نے یہ اہتمام بھی کیا کہ منگور کی اہم شخصیتوں کو بھی اس موقع پر مدعو کیا، اور ان کے سامنے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا خطاب رکھا، اور پھر عشاء یہ تناول کیا گیا، سید سیری صاحب کے مکان پر غیر معمولی تعلق کا اظہار کیا، سید سیری صاحب کے فلیٹ پر قیام طے تھا، ڈاکٹر صاحب کے یہاں سے فارغ ہو کر ان کی مہمانی میں آگئے۔

کچھ پروگرام اور واپسی

ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب یونٹ ہاسپٹل کے نام سے ایک بڑا کامیاب دارالشفاء چلا رہے

ہیں، جدید ٹکنالوجی کا بھی استعمال کرتے ہیں، اور انہیں بڑے مخلص معاون، اور ماہر معالج اور ہوشیار رفقاء مل گئے ہیں، ان کے بعض عزیز بھی اس میدان میں ہیں، جن کا میڈیکل کالج بھی ہے، لیکن اسلامی فکر اور اپنی چھاپ کا ہر موقع پر پورا خیال رکھا جاتا ہے، یہ لوگ اصلاً کیرالا کے رہنے والے ہیں، اور منگور گرچہ کرناٹک کا آخری کنارہ ہے لیکن کیرالا کی ثقافت کا اثر اس پر ضرور ہے، یہ ساحلی پٹی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تین طرف سے سمندر سے گھیرے ہوئے ہے۔

ڈاکٹر حبیب الرحمن کے اسپتال تو نہیں گئے، اس کے قریب ایک اسلامک کلچر سنٹر کا سنگ بنیاد رکھنے حضرت مولانا مدظلہ تشریف لائے، کبھی رفقہ ساتھ اور ان کے قریبی عزیز کے میڈیکل کالج گئے، اس کے حسن انتظام نے متاثر کیا، اور سید سیری صاحب اپنے نو تعمیر انجینئرنگ کالج لے گئے، بڑے قطعہ اراضی پر قائم ہو رہے اس کالج کو دیکھ کر جنوب کے مسلمانوں کی قدر و منزلت بڑھی، کہ کس خوشی سے یہ لوگ کام کرتے رہتے ہیں اور پروپیگنڈے اور بات و سیاست سے دور رہ کر اپنے مشن میں لگے رہتے ہیں، سید سیری صاحب چاہتے تھے تابعی جلیل حضرت مالک بن دینار کی قبر کی بھی زیارت کر لی جائے، مگر اب وقت تنگ ہو گیا تھا اس لیے اس پر عمل ممکن نہ رہا، وہ کیرالا کے حدود میں ہے، بھلے تیس کیلومیٹر کا فاصلہ رہ گیا تھا، مگر چونکہ واپسی آج کی ہی طے تھی اور مولانا عبدالعزیز صاحب بھنگلی کو بھنگل جا کر ٹرین پکڑنی تھی، اس لیے وقت اور تعب دونوں نے اجازت نہ دی، سیری صاحب کی قیام گاہ واپسی ہوئی ڈاکٹر صاحب ساتھ جانے اور پھر وہ جا کر دوبارہ شام کو آئے، اور اسٹیشن تک ساتھ رہے، اپنی شدید مصروفیت سے وقت نکال کر غیر معمولی تعلق

کا ثبوت دیا، منگلا اسپرٹس سے روانگی ہوئی، کنڈلور میں کچھ رکی جہاں برادر محمد عبید اللہ ابوبکر ندوی وغیرہ ملنے آئے، اور بھنگل میں بھنگلی ندوی کے مسافر سوار ہوئے، دس پندرہ حضرات تھے، ممبئی پہنچنے پر کلیان اسٹیشن پر بھونڈی کے اقبال صاحب اپنے رفقہ کے ساتھ کھانا وغیرہ لے کر آئے، مزاج و مذاق کا پورا خیال رکھا، بمساول میں انیس بھائی اور دوسرے حضرات جن میں کالج کے طلبہ بھی تھے اور برہان پور میں مولانا سلیم ندوی کنوری اپنے رفقہ کی ایک بڑی ٹیم کے ساتھ اور کھنڈوہ میں ایک بڑی تعداد اہل تعلق کی جمع ہو گئی، قربان ہوئی جا رہی تھی، بھوپال والے اس بار نہ آسکے کہ دیرات کو وہاں ٹرین پہنچی تھی اس لیے منع کر دیا گیا تھا۔

جھانسی میں

جھانسی اتر پردیش کا وہ شہر ہے جہاں سے ہندوستان کے مرکزی شہروں کی طرف جانے والے مسافر گزرتے ہیں اور ٹھہرنے والے ٹھہر کر دوسری ٹرینیں بدلتے ہیں، یہاں کے بعض اہل تعلق سے تعارف تو پہلے سے تھا، نئے تعلق والوں میں مفتی صابر صاحب، مولانا عادل قاسمی صاحب کا زیادہ اصرار ہوا کہ جھانسی کے لیے وقت نکالا جائے، بالآخر ایسی ترتیب اختیار کر لی گئی، منگور سے دور تھے اور ایک دن چل کر صبح سویرے جب جھانسی منگلا اسپرٹس سے قافلہ چھو نچا تو استقبال کرنے والوں کا ایک ہجوم تھا، وہ ایسا ٹوٹے پڑے تھے جیسے نعمت غیر مترقبہ انیس مل گئی ہے، ایسا والہانہ استقبال اور فریفتگی کا ماحول بھنگل میں دیکھنے میں آیا تھا یا یہاں آیا، گویا پلٹیں بچھادیں اور قلوب نچھاور کر دیئے، اور محبت و عقیدت کے وہ پھول پیش کئے جو عقدا ہو رہے ہیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب نے جو کہ اہالیان جھانسی کے

مرکز عقیدت و محبت تھے بساطی بازار کی جامع مسجد میں جمعہ میں خطاب فرمایا اور پھر عشاء کے بعد خطاب کیا اور دعا فرمائی، جب کہ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی صاحب نے جمعہ میں ایک دوسری مسجد میں اور پھر عشاء کے بعد بساطی بازار کی جامع مسجد میں جہاں مدرسہ تعلیم القرآن قائم ہے، خطاب کیا، جس میں انہوں نے توحید کے عقیدہ کو مضبوطی سے پکڑنے اور اللہ ہی سے لو لگانے اور اسی کے سامنے ساری ضرورتیں رکھنے اور اسی کو قاضی الحاجات سمجھنے پر زور دیا، اور کہا کہ دل صرف اسی ذات عالی کو دیا جائے گا، محبت اسی سے کی جائے گی، شرک کی ہر قسم سے ڈراتے ہوئے کہا کہ معمولی شرک بھی ناقابل معافی جرم ہے، جب کہ بڑے سے بڑا گناہ معاف کیا جاسکتا ہے، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے ان کی تقریر کی تائید فرمائی اور اس تقریر کے بعد کسی دوسری تقریر کو ایک زائد تقریر قرار دیا پھر چند باتوں کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے کہا کہ:

”اللہ تعالیٰ نعمتوں اور تکلیفوں دونوں میں امتحان لیتا ہے، دل کو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ اسی سے بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے اور اسی سے دور بھی ہوتا ہے، دیدار الہی تو آخرت میں ہوگا، دنیا میں بخیر دیکھے ہی ایمان لانا ہے، ایمان بالانجیل پر ہی نوازشوں کا حقدار بننا ہوگا، نبی و رسول اللہ کے حکم سے غیب کی باتوں پر ایمان لانے کو کہتے ہیں، اور نظروں سے مخفی چیزوں کی ترغیب و ترہیب دیتے ہیں، اس کا ماننا، تسلیم کرنا نبوت پر ایمان لانا ہوا۔“

آخرت کا تصور اور اس پر ایمان جزو ایمان ہے کہ مرنے کے بعد ہی زندگی ملے گی وہ خوشی کی ہوگی یا تکلیف کی، دنیا کے اعمال ہی سے جنت بنے گی اور جہنم بھی، اچھے اعمال ہیں تو نہیں، درخت، محل، حوریں، راحت و سکنت سامنے آئے گی اور بڑے اعمال ہیں تو خون پیپ، سانپ، بچھو اور آگ کی صورت سامنے ہوگی، اس لیے برائیوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

جہاں کر دیا نرم نرم گئے وہ جہاں کر دیا گرم گرم گئے وہ حدیبیہ کا واقعہ معمولی واقعہ نہیں ہے، مزاج کے بالکل خلاف کام کرنے کو کہا گیا، ناقابل برداشت بات مگر برداشت کی، تو محیر العقول نتائج سامنے آئے، اور ایمان کی بادبھاری چل پڑی، اور مختصر عرصہ میں وہ تعداد ایمان لے آئی جو طویل عرصہ میں نہیں لائی تھی۔“

تکبر و حسد کے سنگین نقصانات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ”یہودیوں کا انکار اور مخالفت ناواقفیت پر نہیں تھی، تکبر اور حسد کی وجہ سے یہ مخالفت تھی، کہ دل نہیں قبول کر رہا ہے، عقل مان رہی ہے، علم تسلیم کر رہا ہے لیکن دل ماننے کو تیار نہیں، اس لیے دل کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے، دل ٹھیک ہو جائے گا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، آج حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان ایسا نہیں ہے جیسا ہونا چاہئے، اسی لیے مشکلات اور طرح طرح کے مسائل کا ہمیں سامنا ہے، اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے، کہ آدمی اپنا دل ٹھیک کرے، اور سنبھل جائے،

آخر تک جب وہ نہیں سنبھلا تو اللہ کے عذاب کی گرفت میں آجاتا ہے، دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی تباہ ہوتی ہے ”حسب الدنیا والآخرة“ کا مقصد اچھا ہوجاتا ہے، اللہ حفاظت فرمائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔“

حضرت مولانا کی گفتگو کا سامعین پر بڑا اثر پڑا، اسی وقت سفر پر روانہ ہونا تھا لوگوں نے والہانہ طور پر رخصت کیا، اس والہانہ تعلق اور فریفتگی نے سبھوں کے دلوں کو متاثر کیا، اور اس تاثر کے ساتھ رخصت ہوئے کہ جہانسی کو اور پہلے وقت دینا چاہئے تھا، اور جہانسی والوں نے یہ تاثر لیا کہ اب مستقل طور پر دعوت دی جائے گی اور وقت لیا جائے گا، سب کے سب بچھے جا رہے تھے اور چاہ رہے تھے کہ کیانہ کر ڈالیں، لکھنؤ سے ندوہ میں جہانسی کے طالب علم محمد عمران بھی اسی مناسبت سے آگئے، ان کے بچپنا مولانا عبداللہ حسنی صاحب سے بیعت ہوئے اور بھی لوگ بیعت ہوئے، جہانسی والوں کا خلوص، محبت و تعلق دیکھ کر محسوس ہوا کہ کسی صاحب دل کی یہاں ضرور کثرت سے آمدورفت رہی ہے، سب نے یک زبان ہو کر عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد بانڈوی کی خدمات و احسانات کا تذکرہ کیا کہ وہ جہانسی آنے کے لیے بہانہ تلاش کرتے تھے، اور بڑی مشقتیں اٹھا کر آتے تھے، اب اہل حق کا اٹھنا اللہ غلبہ ہے، اور اہل بدعت خال خال ہیں۔

صبح حضرت مولانا اور ان کے رفقاء کا لکھنؤ پہنچنا ضروری تھا کہ ندوۃ العلماء میں ایک تربیتی کیمپ کا آغاز تھا، اور ایک کتاب ”حیات عبدالباری“ کا رسم اجرا بھی تھا، واپسی میں سیٹ کی دشواری رہی پھر بھی قافلہ الحمد للہ بخیر و عافیت لکھنؤ پہنچا۔ ”آئینوں تابوں عابدوں لرینا حامدون“

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کتب خانہ رواق رحمانی کا افتتاح

محمد قیصر حسین ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء صرف ہندوستان ہی نہیں، بلکہ ایشیا کا ایک ایسا دینی، ملی، تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی ادارہ ہے جس نے روز اول ہی سے طلباء میں بحث و تحقیق کا ذوق، کتابوں کے مطالعہ کا شوق، علو حوصلہ، بلند نظری، مذاق صحیح، زمانہ کی ضرورت سے واقفیت اور ملک و قوم میں ہر طرح کا اعتبار پیدا کرنے کی غرض سے کتب خانوں کے قیام پر زور دیا، چنانچہ ندوۃ العلماء کے جلسہ سوم میں شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرائٹ لائے کتب خانے کی ضرورت اور اہمیت پر ایک مبسوط اور پرمغز علمی تقریر کی اور پوری تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا:

”کہاں ہیں وہ مردان باہمت کہ اپنے دینیوں کو کھود کر نکالنے کے لئے تیوہ فرہا داپنے ہاتھ میں لے لیں، وہ کتب اسلامی کہ جو فی الحقیقت ہر پہلو سے زور جو اہر سے زیادہ مرتبت رکھتے ہیں، دنیا کو دکھائیں، اپنی پرانی کتابوں کو طاق نسیاں سے اتار کر ان کی گرد جھاڑیں، ان کی بوسیدہ جلدیں گو کتاب کے اصلی نشان سے کچھ واسطہ نہیں رکھتیں، ایسی ہی ضروری ہیں جیسے انسان کے لئے موزوں اور مناسب لباس، اور ایک دفعہ پھر ”افریقہ شمالی“ کے مشہور کتب خانوں ”قرطبہ“ اور ”غرناطہ“ کے دارالعلوم اور بغداد کا دارالحکمتہ کا نقشہ دنیا کو دکھا دے، ایک معقول اسلامی کتب خانہ مہیا کرنا ندوۃ العلماء

کے اغراض و مقاصد میں ایک اہم غرض ہے“ (بحوالہ: تاریخ ندوۃ العلماء، جلد: ۱، ص: ۲۵۵)

اس کی روشن دلیل اور بین ثبوت ندوۃ العلماء کا پانچ منزلہ عظیم کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی ہے، جو مختلف علوم و فنون کی کیا ب کتابوں اور نایاب مخطوطات سے بھر پڑا ہے، لاکھوں کتابوں کا یہ بحر بیکراں نہ صرف اندرون ندوۃ کے اساتذہ، طلباء اور شیع علم کے پروانوں کو سیراب کر رہا ہے بلکہ بیرون ندوۃ کے محققین اسکالرز اور کتابوں کے مطالعہ سے ذوق و شوق رکھنے والوں کی علمی تشنگی بھی بجھا رہا ہے۔

علامہ شبلی لاہیریری (مرکزی) سے کتابیں اصول و ضابطہ ہی سے نکلتی ہیں اور اس میں اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے، اس لئے مطالعہ کی سہولت کے لئے متعدد کلیات میں بھی لاہیریوں کا نظم کیا گیا ہے، تاکہ طلباء و اساتذہ خالی گھنٹوں میں خاطر خواہ استفادہ کر سکیں، اسی سلسلہ کی ایک سنہری کڑی کلیۃ الشریعہ و اصول الدین کی لاہیری ہی ہے، کلیۃ اللغۃ العربیہ و آدابہا میں بھی ایک شاندار لاہیری ہے جس سے طلبہ و اساتذہ اور دیگر اسکالرز بھر پور فائدہ اٹھاتے ہیں، اسی طرح دارالاقامہ کی مختلف عمارتوں اور ہالوں میں مغرب بعد طلباء کے استفادہ کے لئے لاہیریوں قائم ہیں، جن میں گرانقدر کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔

رواق سلیمانی کے نگران مولانا عبدالعزیز بھنگلی ندوی کی محنت و کوشش سے ایک لاہیری رواق سلیمانی میں قائم کی گئی، اس وقت اس میں تیس لاکھ سے زائد قیمت کے بے حد اہم و مفید مراجع و مصادر موجود ہیں، جن سے رواق سلیمانی میں مقیم طلباء رات دن مستفید ہو رہے ہیں، اسی طرح رواق اطہر میں بھی دارالمطالعہ کے نام سے ایک وسیع لاہیری قائم ہے جس سے کئی رواقوں کے طلبہ مستفید ہو رہے ہیں۔

رواق عبداللہی میں بھی ایک لاہیری قائم ہو چکی ہے، جس میں تقریباً ایک لاکھ کی کتابیں ہیں، طلباء میں بحث و تحقیق کا ذوق اور ان کو مطالعہ کا شوق بنانے کی فکر کے نتیجہ میں ۲۳/۵/۲۰۰۹ء کو رواق رحمانی میں ڈھائی لاکھ سے زائد کی اہم درسی مراجع و مصادر کے شاندار نسخوں سے معور کتب خانہ کا افتتاح ہوا۔

افتتاحی جلسہ کے آغاز میں مولانا عبدالعزیز ندوی نے لاہیری کے لئے وسائل و اسباب کی فراہمی اور اس سے استفادہ کے اصول و ضابطے پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس طرح کی لاہیریوں کا قیام ندوۃ العلماء کے اہم مقاصد میں سے ہے، اور ندوۃ العلماء اسی بنیادی خصوصیت کی وجہ سے ہندوستان کے دوسرے تمام مدارس سے ممتاز ہے۔

مولانا نذرا حفیظ ندوی صاحب عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ و آدابہا نے اپنی تقریر میں ان کتب خانوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو ان تمام لاہیریوں سے خوب استفادہ کرنا چاہئے، اور اپنے قیمتی لمحات کو ضائع ہونے سے بچانا چاہئے، سید

Ph: 2260433

جدید مدوش سونے چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنا پالیس
میں آپ کا سب سے مقدم ہے

Gehna Palace

Whenever you see Jewellery
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد صوفی خاں، محمد فاروق خاں (چائڈ)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ، جوتے والی گلی

Maqbool Mian
Jewelers

مقبول میان جوئیئرس

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.
Mob: 9956069081-9919089014

Mohd. Irfan

Mob: 9305672501

ARHAM

MEN'S WEAR

Specialist

Sherwani, Jodhpuri Designing Suits

KOREY WALI GALI, NEAR USMANIA MASJID
PATANALA, LUCKNOW

R. U. Khan Ph: 09335810078
09415001164

Label World

Manufactures
quality

Woven Labels

لیبل ورلڈ

ہر طرح کے کمپیوٹر انڈیز و وین لیبل

پر لیبل لیبل کمپیوٹر انڈیز و وین لیبل

3, Vidhan Sabha Marg, Hazratganj, Lucknow-01 (U.P.) India
Ph: +91-522-2623625 E-mail: riyazwise@gmail.com

Mob: 9415090544 Shop: 2627446 Res: 2254796

پروپر انٹرن: ولی اللہ

ولیا اللہ جوئیئرس

WALIULLAH
JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver
& Diamond Jewellery

Jutey wali Gali, Aminabad, Lucknow

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں



ممبئی کے قارئین کی خدمت میں "آلہ اللہ" سے گزارش ہے کہ "آلہ اللہ" کے سلسلے میں تم کو کسے اور
کے سلسلے میں ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو فریق کرنے کی سہولت جاتی ہے۔

ALAUDDIN TEA

44, Haji Building S. V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003

Ph: 23460220-23468708

Tele: Add Cupkettle

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned

MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel: 23424781-23459921

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact:
Mr. M. Akbar 9919035601
Mr. W. Imran 9415072200
Mr. Zaidur 933026180

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pullovers,
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties.

شادی بیاہ اور پار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، بھاری لائیں قابل مجروسہ برائڈ

menmark

MFG, Wholesale, Export & Retail

58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow. -226001

کا دیوان حماسہ ہے جس کو اس نے ایک سفر میں
بارش کی وجہ سے ایک جگہ پھنس جانے کی وجہ سے
ایک شخصی کتب خانے سے تیار کیا تھا، صاحب بن
عباد کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سفر میں چالیس
اونٹوں پر کتابیں لیکر چلا تھا، مولانا نے کہا کہ
صاحب علم کو ہمیشہ کتابوں سے استفادہ کے ذریعہ
اپنے علم میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے، ورنہ اس کی
علمی و ثقافتی ترقی جمود و قفل کا شکار ہو کر رہ جائیگی،
یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے اسلامی مفکرین نے
اپنے قیمتی اوقات کا ایک ایک لمحہ علمی استفادہ میں
صرف کیا، مطالعہ کے سلسلہ میں مولانا نے کہا کہ
مطالعہ اساتذہ کے مشورہ سے کرنا چاہئے، حضرت
مولانا ابوالعرفان خاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ
سے مولانا نے کہا کہ مطالعہ منظم طریقہ سے کرنا
چاہئے، غیر منظم مطالعہ سے انتشار پیدا ہوتا ہے،
مولانا نے کہا کہ وسعت اور عمق میں فرق ہوتا ہے
وسعت علم سے بہتر ہے کہ کسی خاص موضوع میں
رسوخ پیدا کیا جائے، یہ زمانہ اختصاص کا ہے اور
اختصاص کے لئے ضروری ہے کہ کسی خاص موضوع
پر تکریر کی جائے۔

بارون رشید کے عہد میں یونانیوں کا علمی سرمایہ منتقل
ہو گیا تھا اور ترجمہ، بحث و تحقیق کا سلسلہ شروع ہوا،
جبکہ یورپ میں کلیسا کے علم دشمن موقف کی وجہ سے
جہالت عام تھی، اکثر حکمران امی تھے، بڑے بڑے
شہروں میں کتاب مکتوب تھی، اس کے مقابلہ میں مسلم
علاقوں میں شخصی کتب خانے تھے۔ یورپ نے جب
علم کا سفر شروع کیا تو مسلمانوں کی ہی کتابوں سے علم
حاصل کیا، اور ان کے علمی ذخیروں سے خوب فائدہ
اٹھایا اور وہ اس بات کا اعتراف خود بھی کرتے ہیں،
ایک مستشرق نے لکھا ہے اگر مسلمانوں کے علوم
و فنون سے استفادہ نہ کیا جاتا ہے تو علمی، ثقافتی ترقی
میں کئی سو سال مزید لگتے۔ ایک مستشرق نے ہولنگ کا کہنا
ہے کہ یورپ کو مسلمانوں کے علم سے استفادہ کے
نتیجہ میں تین سو سال کا فائدہ ہوا۔

الطائف علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا
کرتے تھے کہ دس صفحے لکھنے کے لئے دس ہزار
صفحات کا مطالعہ ضروری ہے، شام کے مشہور
معروف عربی زبان کے باکمال اور ممتاز ادیب شیخ
علی طسطاوی نے اپنی آپ بیتی "الذکریات" میں لکھا
ہے کہ وہ سات سال سے یومیہ کم از کم ۲۰۰ دو سو
صفحات کا مطالعہ کرتے ہیں، ایک فاضل ندوی نے
مجھ سے کہا کہ باہر کی دنیا میں طلبہ کم از کم اٹھارہ
اٹھارہ گھنٹے محنت کرتے ہیں، آپ لوگ بھی اٹھارہ
اٹھارہ تین تین گھنٹے محنت کیجئے۔

انہی میں مستند تعلیم حضرت مولانا محمد واضح رشید
حسنی ندوی مدظلہ العالی نے لائبریری کے قیام پر
نہایت خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ
ادھر طلباء میں (ماشاء اللہ) لائبریریوں سے استفادہ
کا رجحان کافی بڑھ گیا ہے، ان کے مسلسل اصرار اور
مطالبہ پر ہی علامہ شبلی نعمانی کتب خانہ خارج اوقات
میں بھی کھلنے لگا ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تمام
لائبریریاں طلباء سے بھری رہتی ہیں۔

مولانا نے مسلمانوں کے علم سے شغف کا
ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عہد اول میں مسلمان
حکمرانوں کے لئے سب سے قیمتی تحفہ نادر کتاب تھی،

مولانا نے بغداد اور قرطبہ کے کتب خانوں کا
ذکر کرتے کہا کہ چونکہ پہلے طباعت کے وسائل
مفقود تھے اس لئے ان کتب خانوں میں متعدد
وراقین کی طرف منسوب مختلف نسخے محفوظ تھے، کتب
خانہ عزیز یہ کہ وسعت کا اندازہ مشکل ہے،
مسلمانوں کے یہاں دوسری صدی ہجری ہی سے
کتب خانوں کا رواج تھا، اس کی ایک دلیل ابو تمام

☆☆☆☆☆

اسلام کامل

اسلام دوسرے مذاہب کی طرح صرف چند دعاؤں اور عبادتوں تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے، دین و دنیا کی راہبانہ تفریق
کی اسلامی تعلیم میں کہیں گنجائش نہیں، ضرورت ہے کہ اسلامی تعلیم گاہوں کا نصاب و لائحہ عمل ترتیب دیتے وقت یہ حقیقت پیش نظر رہے تاکہ آئندہ کوئی
بنیادی غلطی نہ ہونے پائے، اور ایسے تعلیمی مرکز قائم ہو سکیں جو دین و دنیا کی جامعیت کے نمونے ہوں، آج جو فتنے اٹھ رہے ہیں ان کا تدارک اگر ممکن
ہے تو صرف اسی وقت جب کہ ہم اس بنیادی سوال کو حل کر لیں اور اس اصول کی روشنی میں اپنے مدارس پر ایک اصلاحی نظر ڈال لیں۔

(مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی)